نصرة

میگزین

نصرۃ میگزین شمارہ32

ستمبر/اکتوبر 2016 بمطابق

ذی الحج1437و محرم 1438ہجری

عطاء بن خلیل ابو الرشتہ

(امیر حزب التحریر)

تفسیر سورۃ البقرۃ آیات 142 تا 145

پاکستان-چین اقتصادی راہداری

کشمیر بیانات و مذاکرات سے نہیں بلکہ

افواج پاکستان کے منظم جہاد سے آزاد ہوگا

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے لئے قربانی دینا

ایدھی صاحب اور

ریاست پاکستان

اصول فقہ میں خبر

اور انشاء

نصرة میگزین

ستمبر / اکتوبر 2016 بمطابق ذی الحج 1437 / محرم 1438 ہجری

اس شمارے میں

اداریہ: حالات ہمارے حق میں ہیں		1
تفسیر سورۃ البقرۃ 142 تا 145	شیخ عطاء بن خلیل ابو الرشتہ	2
اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے لئے قربانی دینا	مصعب عمیر	8
کرپشن کی جڑ جمہوریت ہے	معیز مبین	11
ایدھی صاحب اور ریاست پاکستان	محمد یاسر	12
راحیل-نواز حکومت اب امریکہ وبھارت کو دشمن قرار نہیں دے گی تو کب دے گی؟	پریس ریلیز ولایہ پاکستان	13
ڈاکٹر افتخار کی زندگی خطرے میں ہے	پریس ریلیز ولایہ پاکستان	14
اتحادی افواج کی جانب سے اپنی غلطیوں کا اعتراف؛ کیا یہ اعلیٰ ظرفی ہے یا ایک جرم؟	پریس ریلیز مرکزی میڈیا آفس	15
اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا	حزب التحریر ولایہ شام	16
دلیل کی تعریف میں المطلوب الخبری کا مطلب	سوال وجواب	17
اصول فقہ میں خبر اور انشاء	سوال وجواب	19
ترکی کی ناکام فوجی بغاوت کے حوالے سے کچھ عمومی حقائق	سوال وجواب	21
پاک چین اقتصادی راہداری منصوبہ	سوال وجواب	24
کشمیر بیانات ومذاکرات سے نہیں بلکہ افواج پاکستان کے منظم جہاد سے آزاد ہوگا	پریس ریلیز ولایہ پاکستان	29
مرکزی میڈیا آفس شعبہ خواتین	پریس ریلیز	30

اداریہ: حالات ہمارے حق میں ہیں

مقبوضہ کشمیر اپنے پیارے بیٹے برہانی وانی کی شہادت کے بعد پھٹ پڑا ہے۔ شہادت تو ایک چنگاری تھی لیکن درحقیقت ایندھن تو وہ گہرے اسلامی احساسات اور جذبات بنے جو برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں کا خاصہ ہے۔ ان جذبات کی نشاندہی پاکستان کے یوم آزادی سے ایک دن قبل شہید برہان وانی کے والد، مظفر وانی ،نے ان الفاظ میں کیا کہ، "ہمارا ہدف یہ ہے کہ یہ اللہ کے سر زمین ہے اور یہاں اس کا قانون نافذ ہونا چاہیے۔۔۔ ہمیں یہ پوری دنیا کو دکھانا ہے کہ شریعت کا قانون، جو ہم یہاں نافذ کریں گے، دہشت گردی نہیں ہے"۔ یہ جذبات و احساسات صدیوں تک اسلام کی حکمرانی نافذ کرنے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے قربانیاں دینے کی وجہ سے مسلمانوں میں موجود ہیں۔ اس خطے میں کسی بھی عوامی تحریک کو مسلسل چلانے کے لئے یہ احساسات و جذبات انتہائی ضروری ہیں، چاہے 1857 کی جنگ آزادی ہو یا آزادی کی تحریک ہو جس کا نتیجہ پاکستان کے قیام کی صورت میں نکلا، یا اب مقبوضہ کشمیر کو آزاد کرانے کی جدوجہد ہو یا آج خطے میں پھیلنے والی اسلامی نشاۃ ثانیہ کی جدوجہد ہو۔

اسلامی احساسات و جذبات ایک طاقتور موج ہے جس نے ہمیشہ برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کی سمت کا تعین کیا ہے اور آج بھی یہ حقیقت تبدیل نہیں ہوئی ہے۔ ان احساسات اور جذبات کا انکار کرنا بددیانتی، ہمارے اسلامی کردار سے انکار اور خلافت راشدہ کے وقت سے اسلامی تاریخ میں ہمارے حصے سے انکار ہے۔ ان احساسات و جذبات کو بزور قوت دبانے کی کوشش کرنا بے وقوفی ہے اور ایسا وہی کرسکتا ہے جو آنے والی موج کے سامنے کھڑا ہو جائے اور اسے واپس جانے کا حکم دے۔ آج ہمارے اسلامی احساسات و جذبات کا انکار کرنا اور انہیں کچلنا بھارتی قابض افواج کی بے وقوفی ہے بالکل ویسے ہی جیسے اس بے وقوفی کا مظاہرہ پاکستانی حکومت کے مغربی آقا کررہے ہیں۔ عراق، افغانستان اور شام میں ان زبردست اسلامی احساسات و جذبات کا سامنا کرنے کے بعد امریکہ مسلمانوں سے خوفزدہ ہوگیا ہے اور اسی لئے اس نے

> صورتحال ہمارے حق میں ہے۔ ہماری تحریک کو ہمارے اسلامی احساسات و جذبات کے ایندھن ہی کی ضرورت ہے اور اس کا لازمی نتیجہ نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام کی صورت میں ڈھلنا چاہیے۔

پاکستان کے حکمرانوں کو پاکستان میں اسلام کی آوازوں کو دبانے کا حکم دیا جس پر وہ نیشنل ایکشن پروگرام کے ذریعے عمل کررہے ہیں۔

مغرب کی بے وقوفانہ حکمت عملی پاکستان میں بہت زیادہ واضح ہے۔ نیشنل ایکشن پلان اسلامی احساسات و جذبات کو کچلنے میں ناکام رہا ہے۔ یہ احساسات و جذبات آج بھی مسلمانوں میں ویسے ہی موجود ہیں جیسے نیشنل ایکشن پلان سے پہلے تھے۔ اسلام آج بھی مسلمانوں کے لئے سب سے اہم مسئلہ ہے۔ نیشنل ایکشن پلان مسلمانوں کو ان مغربی احساسات و جذبات کو قبول کرنے پر آمادہ نہیں کرسکا جس کے تحت وہ مذہب کو دنیاوی معاملات سے الگ کرنے پر تیار ہوجائیں۔ بلکہ ان اقدامات کو مسلمانوں نے غصے سے مسترد کردیا ہے یا کم از کم انہیں شک وشبہ کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ نیشنل ایکشن پلان مسلمانوں کو اس بات پر مجبور نہیں کرسکا کہ وہ اسلام کے داعیوں کی حمایت سے دستبردار ہوجائیں بلکہ عوامی ہمدردی میں اضافہ ہوا ہے کیونکہ لوگ ان کے خلاف حکمرانوں کا وحشیانہ ظلم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اس سے بڑھ کر نیشنل ایکشن پلان حکمرانوں اور عوام کے درمیان خلیج میں دن بہ دن اضافہ کررہا ہے اور اس حقیقت نے امریکہ کی پریشانیوں میں مزید اضافہ کردیا ہے کیونکہ اس کے نتیجے میں اسلامی انقلاب کے امکانات بہت بڑھ گئے ہیں۔

صورتحال ہمارے حق میں ہے۔ ہماری تحریک کو ہمارے اسلامی احساسات و جذبات کے ایندھن ہی کی ضرورت ہے۔ ان اسلامی احساسات و جذبات کو اسلامی آگاہی میں تبدیل کرنا ہے کہ ہم یہ جانیں کہ ہمارا آئین، قانون اور نظام کیا ہونا چاہیے۔ ان اسلامی احساسات و جذبات کو لازمی نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام کی صورت میں ڈھلنا چاہیے جو نہ صرف اسلامی علاقوں کو آزاد کرائے گی بلکہ امریکہ کو واپس اس کی ماضی کی تنہائی کی جانب دھکیل دے گی جب وہ اپنے خطے سے باہر جھانکنے کی ہمت بھی نہیں کرتا تھا اور یہ دنیا کے لئے بہت ہی زبردست خوشی اور راحت کا سبب ہوگی۔

تفسیر سورۃ البقرۃ 142 تا 145

مشہور فقیہ اور رہنما، امیر حزب التحریر، شیخ عطاء بن خلیل ابو رشتہ کی کتاب "**التیسیر فی اصول التفسیر**" سے اقتباس

بسم الله الرحمن الرحيم

﴿سَيَقُولُ السُّفَهَاء مِنَ النَّاسِ مَا وَلاَّهُمْ عَن قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُواْ عَلَيْهَا قُل لِّلّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَن يَشَاء إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ * وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُواْ شُهَدَاء عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنتَ عَلَيْهَا إِلاَّ لِنَعْلَمَ مَن يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّن يَنقَلِبُ عَلَى عَقِبَيْهِ وَإِن كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلاَّ عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللّهُ وَمَا كَانَ اللّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ إِنَّ اللّهَ بِالنَّاسِ لَرَؤُوفٌ رَّحِيمٌ * قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاء فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّواْ وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ وَإِنَّ الَّذِينَ أُوْتُواْ الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ وَمَا اللّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ * وَلَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِينَ أُوْتُواْ الْكِتَابَ بِكُلِّ آيَةٍ مَّا تَبِعُواْ قِبْلَتَكَ وَمَا أَنتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ وَمَا بَعْضُهُم بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءهُم مِّن بَعْدِ مَا جَاءكَ مِنَ الْعِلْمِ إِنَّكَ إِذَاً لَّمِنَ الظَّالِمِينَ﴾

"اب تو یہ بے وقوف لوگ (بت پرست، منافق اور یہود) کہیں گے کہ ان (مسلمانوں) کو ان کے اِس قبلے (بیت المقدس) سے کس بات نے پھیر دیا جس کی طرف یہ متوجہ ہوا کرتے تھے۔ کہہ دیجئے (اے محمد) کہ مشرق اور مغرب اللہ کے لیے ہیں جس کو اللہ چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھا دیتا ہے۔ اور اسی طرح ہم نے تمہیں امت وسط بنایا ہے تا کہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور رسول (ﷺ) تم پر گواہ بنے۔ آپ جس قبلے پر تھے اس کو ہم نے بنایا ہی اس لیے تھا کہ یہ معلوم کریں کہ کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون پیچھے ہٹتا ہے اگر چہ یہ بہت بھاری تھا مگر لوگوں پر نہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی ہوئی ہے۔ اور اللہ تمہارے ایمانوں کو ضائع کرنے والا نہیں بے شک اللہ لوگوں پر شفیق اور مہربان ہے۔ ہم آپ کا منہ بار بار آسمان کی طرف اٹھتا دیکھ رہے ہیں اس لیے ہم آپ کو اس قبلے کی طرف متوجہ کریں گے جو آپ کو پسند ہے تو پھر اپنا چہرہ (نماز میں) مسجد حرام کی طرف موڑیئے اور تم جہاں بھی ہو اپنے چہروں کو اس کی طرف کرو اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے وہ یقینی طور پر جانتے ہیں یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے اور اللہ ان کے اعمال سے بے خبر نہیں۔ اگر آپ ان اہل کتاب کے سامنے ہر قسم کی نشانیاں (دلیلیں) پیش کریں تب بھی وہ آپ کے قبلے کی پیروی نہیں کریں گے اور نہ آپ ان کے قبلے کی پیروی کرنے والے ہیں اور نہ ہی وہ ایک دوسرے کے قبلے کی پیروی کرنے والے ہیں اور اگر علم آنے کے بعد آپ نے ان کی خواہشات کی پیروی کی تب تو آپ ظالموں میں سے ہو جائیں گے" (البقرة:145-142)۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان آیات میں یہ واضح کیا ہے کہ:

1۔ ایسا لگ رہا ہے کہ ان آیات میں نزول کے لحاظ سے تقدیم اور تاخیر ہے۔ یہ آیت **﴿سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ﴾** "اب تو یہ بے وقوف لوگ (بت پرست، منافق اور یہود) کہیں گے"، اس آیت **﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ﴾** "ہم آپ کا منہ بار بار آسمان کی طرف اٹھتا دیکھ رہے ہیں" کے بعد ہے جس کے ذریعے اللہ نے اپنے رسول کو مسجد حرام کی طرف متوجہ کیا، اور اس کے بعد فرمایا: **﴿سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنْ النَّاسِ مَا وَلاَّهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمْ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا﴾** "اب احمق لوگ (بت پرست، منافقین اور یہود) کہیں گے کہ کس چیز نے ان کو اس قبلے (بیت المقدس) سے پھیر دیا جس کی طرف یہ رخ کرتے تھے"۔

رسول اللہ ﷺ پر آیات نازل ہوتی رہتی تھیں اور آپ کاتبین وحی کو ان کو لکھنے کا حکم دیتے تھے، مسلمانوں کو ترتیب کے لحاظ سے اس سورت میں دوسری آیات کے ساتھ ان کا موقع محل بتاتے تھے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **«ضعوا هذه الآية في مكان كذا من سورة كذا»** "اس آیت کو فلاں سورت میں فلاں جگہ رکھو" (ترمذی 3011 احمد 486،378)۔ اس لیے سورت میں اس کی ترتیب نزول میں اس کی ترتیب کے موافق یا اس سے مختلف ہوتی تھی جس میں موجود حکمت کو اللہ ہی جانتا ہے۔

قرآن کریم کی بعض آیات میں یہ واضح ہے، مثال کے طور پر یہ آیت **﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لأَزْوَاجِهِم﴾** "جو لوگ تم میں سے فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں وہ وصیت کر جائیں کہ ان کے بیویاں سال بھر تک فائدہ اٹھائیں" (البقرة:240) نزول کے لحاظ سے اس آیت **﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا﴾** "تم میں سے جو لوگ فوت ہو جائیں اور

بیویاں چھوڑ جائیں، وہ عورتیں اپنے آپ کو چار مہینے دس دن عدت میں رکھیں "(البقرہ:234) سے پہلے ہے۔ دوسری آیت پہلی آیت کی وجہ سے منسوخ ہے یاد رہے کہ قرآنی ترتیب میں دوسری آیت پہلی آیت سے پہلے ہے یعنی قرآن میں ترتیب نزول کی ترتیب سے مختلف ہے۔

لہٰذا یہ آیت ﴿سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا﴾ " اب تو یہ بے وقوف لوگ (بت پرست، منافق اور یہود) کہیں گے کہ ان (مسلمانوں) کو ان کے اِس قبلے (بیت المقدس) سے کس بات نے پھیر دیا جس کی طرف یہ متوجہ ہوا کرتے تھے" اور اس کا معنی یہ تقاضا کرتا ہے کہ یہ بات اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کو پہلے قبلے سے دوسرے قبلے کی جانب متوجہ کرنے کے بعد ہو یعنی اس آیت کے بعد کہ ﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا﴾ " ہم آپ کا منہ بار بار آسمان کی طرف اٹھتا دیکھ رہے ہیں اس لیے ہم آپ کو اس قبلے کی طرف متوجہ کریں گے جو آپ کو پسند ہے"۔

عربی لغت میں تقدیم اور تاخیر کسی حکیمانہ غرض سے خالی نہیں ہوتا۔ اس لیے ہم غور و فکر کرنے کے بعد اس میں اس بات کو ترجیح دیتے ہیں کہ یہ تقدیم ان احمق لوگوں کی صورت حال کو واضح کرنے کے لیے ہے جو اللہ کے حکم پر اعتراض کرتے ہیں، کیونکہ مخلص اور سچے مومن اللہ کے اوامر کو بغیر کسی ادنیٰ اعتراض کے قبول کرتے ہیں، ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ﴾ "جب اللہ اور اس کا رسول کسی امر کا فیصلہ کر دیں تو کسی مومن مرد اور عورت کے لیے اپنے اس امر میں کوئی اختیار باقی نہیں رہتا" (الاحزاب:36)۔

اس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان آیات میں تحویل قبلہ کے بارے میں اللہ کے حکم پر اعتراض کر کے بیوقوفی کرنے والوں کے بارے میں بتاتے ہیں، اور یہ کہ مسئلہ جس پر غور کرنے کی ضرورت ہے وہ یہ نہیں کہ اللہ کوئی امر منسوخ کرتے ہیں یا کوئی اور نیا امر لاتے ہیں بلکہ جس مسئلے پر غور کرنے کی ضرورت ہے وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم پر اعتراض ہے۔ جہاں تک ایک سمت سے دوسری سمت تحویل قبلہ کا معاملہ ہے تو یہ اللہ کی مرضی ہے۔ اللہ ہی مشرق اور مغرب کا مالک ہے، اپنے ملک میں جو چاہتا ہے کرتا ہے، وہ قبلے کو اِس سمت کر دے یا اُس سمت کر دے اس کا امر ہے ﴿لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ﴾ "وہ جو کرتا ہے اس سے کوئی نہیں پوچھ سکتا جب کہ ان سے پوچھا جائے گا" (الانبیاء:23)۔

لہٰذا اللہ سبحانہ کا امر ہی حق اور ہدایت ہے اور جو اس کی پیروی کرے گا وہی ہدایت پائے گا ﴿يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾ "وہی جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے"۔ تو جس نے اللہ کے امر پر اعتراض کیا اور اس میں طرح طرح کی باتیں نکالیں وہی احمق اور کم عقل اور ہلاک ہونے والا ہے۔

﴿السُّفَهَاءُ﴾ سفیہ کی جمع ہے جس کا معنی جاہل، کم عقل اور تدبر سے منہ موڑنے والا ہے۔ "السفہ" اصل میں خفیف (ہلکے) کو کہا جاتا ہے جیسا کہ عربوں کا قول ہے کہ ثوب سفیہ یعنی باریک کپڑا، یہاں السُّفَهَاءُ الف اور لام کے ساتھ ہر اس شخص کے لئے ہے جو یہ بات کرے کہ ﴿مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمْ﴾ "کس چیز نے ان (مسلمانوں) کو ان کے قبلے سے پھیر دیا"۔ ایسا کہنے والے بیوقوف یہود، منافقین اور مشرکین اور ان کی راہ پر چلنے والے تھے۔

﴿مَا وَلَّاهُمْ﴾ "کس چیز نے ان کو موڑ دیا؟"

﴿عَنْ قِبْلَتِهِمْ﴾ "ان کے قبلے سے"، القبلہ فِعلۃ مقابلہ سے ہے جیسا کہ الوجھۃ المواجھۃ سے ہے، اس کا شرعی معنی متعین ہے جو کہ یہ ہے کہ وہ سمت جس کی طرف منہ کر کے مسلمان نماز پڑھتے ہیں۔

2۔ اس کے بعد اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمیں بتا رہے ہیں کہ حکم پہلے اور بعد میں اسی کا ہے اور کوئی اس کا حکم ٹال نہیں سکتا، اللہ ہی فضل اور مہربانی کرنے والا ہے۔ جیسا کہ اس نے مسلمانوں پر مہربانی کی اور رسول اللہ ﷺ کی دعا قبول کی اور "بیت الحرام" کو ان کا قبلہ بنایا اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے محمد ﷺ کی امت پر بھی احسان کیا اور اس کو امتوں میں سے امت وسط (معتدل امت) بنایا تا کہ وہ لوگوں کے بارے میں گواہ ہو۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس صفت (امت وسط) یعنی عدل والی امت کو لوگوں کے بارے میں گواہ کے قابل بنایا کیونکہ گواہی کے لیے بنیادی شرط عدل ہے۔

جہاں تک (الأمة الوسط) کا عربی زبان میں مطلب "بہترین" ہے اور لوگوں میں سے سب سے بہتر عدل کرنے والا ہوتا ہے۔

لسان العرب میں ہے کہ: کسی بھی چیز کا وسط (درمیان) اس کا بہترین حصہ ہوتا ہے جیسے کے کھیت کا درمیانی حصہ کناروں سے بہتر ہوتا ہے اسی لیے حدیث میں ہے کہ "خیار الامور اوسطھا" "بہترین کام اعتدال ہے" (البیھقی اور القرطبی)۔

اسی معنی میں ہی اللہ کا یہ قول بھی ہے کہ ﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا﴾ "اور اسی طرح ہم نے تمہیں امت وسط بنایا" یعنی عادل امت اور صاحب لسان اس کے بارے میں کہتا ہے کہ:" یہ الوسط کی تفسیر اور اس کے معنی کی حقیقت ہے"۔

یہی وجہ ہے کہ امت مسلمہ دوسری امتوں کے خلاف اس بات کی گواہ ہوگی کہ ان تک اسلام پہنچا تھا۔ آیت اگرچہ خبر کے صیغے کے ساتھ ہے مگر یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جانب سے امت مسلمہ سے اس بات کا مطالبہ کرنے کے معنی میں ہے کہ اسلام کو دوسری امتوں تک پہنچاؤ اور اگر ایسا نہیں کیا تو امت گنہگار ہوگی۔ یہ امت دوسری امتوں کے خلاف حجت ہے ﴿**لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ**﴾ "تاکہ تم لوگوں کے خلاف گواہ بنو،" بالکل ویسے ہی جیسے رسول اللہ ﷺ امت مسلمہ کو اسلام پہنچانے پر گواہ ہیں، ﴿**وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا**﴾ "اور رسول تمہارے پر گواہ ہوں گے"۔

یہ تو ایک لحاظ سے ہے کہ امت مسلمہ اسلام کے آنے اور ان امتوں تک اسلام کے پہنچانے کے بعد ان امتوں کے پر عادل گواہ ہوگی۔ جبکہ دوسرے لحاظ سے اسلام کے آنے سے قبل بھی ان امتوں کے خلاف اس بات پر عادل گواہ ہوگی کہ سابقہ رسولوں نے ان امتوں کو اپنے رب کا پیغام پہنچایا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ: "یجیء النبی یوم القیامۃ ومعہ الرجل والنبی معہ الرجلان و اکثر ومن ذلک ید عی قومہ فیقال لھم ھل بلّغکم ھذا؟ فیقولون : لا۔ فیقال لہ: ھل بلّغت قومک؟ فیقول: نعم۔ فیقال لہ: ومن یشھد لک ؟ فیقول : محمد و امتہ۔ فیدعی محمد وامتہ فیقال لھم: ھل بلّغ ھذا قومہ؟ فیقولون: نعم۔فیقال: وما علمکم؟ فیقولون: جاء نا نبینا محمد ﷺ فاخبر نا ان الرسل قد بلغوا فذالک قولہ تعالی: " قیامت کے دن ایک نبی اپنے صرف ایک امتی کے ساتھ اٹھے گا، اور ایک نبی اٹھیں گے جن کے ساتھ صرف دو یا اس سے کچھ زیادہ لوگ ہوں گے اور ان سے کہا جائے گا: کیا تمہیں یہ بتادیا گیا تھا؟ وہ کہیں گے: نہیں؟ پھر اس نبی سے پوچھا جائے گا: کیا آپ نے اپنے لوگوں کو بتادیا تھا؟ وہ کہیں گے: ہاں۔ ان (نبی) سے کہا جائے گا: آپ کا گواہ کون ہے؟ وہ کہیں گے: محمد اور ان کی امت۔ پھر محمد اور ان کی امت سے پوچھا جائے گا: کیا انہوں نے اپنے لوگوں تک بات پہنچادی تھی؟ وہ کہیں گے: ہاں۔ ان سے پوچھا جائے گا: آپ کے پاس کیا معلومات ہیں؟ وہ کہیں گے: ہمارے نبی محمد ﷺ ہمارے پاس آئے اور بتایا کہ رسولوں نے بتایا تھا اور اللہ نے فرمایا ہے کہ: وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا "اسی طرح ہم نے تمہیں متوسط امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور رسول تم پر گواہ بنے"۔

لہٰذا امت مسلمہ عادل گواہ ہے: اسلام کے بعد اور اسلام سے پہلے دوسری امتوں پر مندرجہ بالا طریقے سے جو ہم نے بتایا۔

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں یہ بتارہے ہیں کہ مسجد اقصی کو مسلمانوں کا پہلا قبلہ فرض قرار دینے کی حکمت یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے والوں کو ممتاز کیا جائے جن لوگوں نے اللہ کے سامنے سر جھکایا اور سر تسلیم خم کیا اور جیسے ان کو حکم دیا گیا ویسے قبلے کی طرف متوجہ ہوئے، یہ لوگ ان لوگوں سے ممتاز ہوگئے جن پر اللہ اور اس کے رسول کے ایسے امر کا اتباع بھاری ہے جو ان کی خواہش اور عادتوں کے خلاف ہو۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مکہ میں اپنے رسول ﷺ کو مسجد اقصی کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا جو کہ آسان بات نہیں تھی سوائے ان لوگوں کے لیے جن کو اللہ نے ہدایت دی ہو کہ وہ کعبہ، جو کہ ان کے سامنے ہے،سے رخ ہٹا کر اقصی کی طرف متوجہ ہوں جس کی وہ تعظیم کرتے تھے اور اس کا حج کرتے تھے اور اس کو ابراہیم علیہ السلام کا دین سمجھتے تھے، نماز میں اس کی جگہ اقصی کی طرف منہ کرنا ان کے لیے بڑی بات تھی، مگر جن لوگوں کو اللہ نے ہدایت دی اور انہوں نے اللہ کے سامنے سر جھکایا، اطاعت کی اور اپنے رب کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کیا اور اس سے راضی ہوئے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور مومنوں پر مہربانی سے، کعبہ کی طرف متوجہ ہونے سے پہلے اقصی کی طرف منہ کر کے پڑھی گئی نمازیں قبول کرلیں۔ مسلمان ڈرتے تھے کہ قبلہ اول کی طرف منہ کر کے پڑھی گئیں ان کی نمازیں قبلہ ثانی، کعبہ، کی طرف منہ کر کے پڑھی گئی نمازوں کی طرح مقبول ہیں یا نہیں؟ مگر اللہ نے ان پر احسان کیا کہ ان کو قبول کیا اور ان کو ضائع نہ کیا ﴿**إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ**﴾ "بے شک اللہ لوگوں پر مہربان اور رحم کرنے والا ہے"۔

﴿**إِلاَّ لِنَعْلَمَ**﴾ "صرف اس لئے کہ ہم جان جائیں" کہ جو ہم جانتے ہیں اس کو ظاہر کریں، یعنی غیب میں ہم جو کچھ جانتے ہیں اس کو تمہارے سامنے محسوس حقیقت میں ظاہر کریں۔ اس کا قرینہ یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ﴿**عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ**﴾ "وہ (اللہ) ظاہر اور باطن کو جاننے والا ہے" (الحشر:22)۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کا علم کسی چیز کے انسانوں کے سامنے ظاہر ہونے پر موقوف نہیں، کیونکہ اللہ اس کے واقع ہونے اور ظاہر ہونے سے قبل ہی اس کو جانتا ہے، جیسا کہ اللہ کا یہ فرمان ہے ﴿**أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ**﴾ "کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ تم جنت میں داخل ہو گے جبکہ اللہ نے تم میں سے جہاد کرنے اور صبر کرنے والوں کو ظاہر نہیں کیا ہے" (آل عمران: 142) یعنی جب تک تمہارے سامنے اس بات

کا انکشاف نہ ہو کہ اللہ جہاد اور صبر کے حوالے سے تمہاری حالت سے باخبر ہے۔

چنانچہ ﴿لِنَعْلَمَ﴾ کا معنی ہو گا "جو ہم جانتے ہیں اس کو ظاہر کریں" اور یہ مجاز (اضمار) کے قبیل سے ہے اور یہ اللہ کے علمِ غیب کے قرینے کے مطابق عقلی اعتبار سے ملفوظ (جس کو تلفظ کیا گیا ہے) کے واقع ہونے کے بارے میں دلالۃ اقتضا ہے۔

﴿مِمَّنْ يَنقَلِبُ عَلَى عَقِبَيْهِ﴾ "جو پیچھے مڑتا ہے" یعنی اپنے آباؤ اجداد کے قبلے کی محبت میں اسلام سے مرتد ہوتا ہے اور یہ "من" فصل "جدائی" کے لیے ہے، یہ دو متضاد چیزوں میں سے دوسری پر داخل ہوتا ہے جیسے اللہ کا یہ فرمان ﴿وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنْ الْمُصْلِحِ﴾ "اللہ فسادی اور اصلاح کرنے والے کو جانتا ہے" (البقرۃ: 220)، لہٰذا اصلاح کرنے والا فسادی کا متضاد ہے۔ یہاں بھی اس آیت ﴿إِلاَّ لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنقَلِبُ عَلَى عَقِبَيْهِ﴾ "اس لیے کہ ہم یہ دکھادیں کہ کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون واپس مڑتا ہے" میں ایسا ہی ہے اور یہ من یتبع الرسول کے متضاد ہے۔

﴿لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ﴾ "تمہارے ایمان کو ضائع کرے" یعنی منسوخ ہونے سے قبل قبلہ اول کی طرف منہ کر کے پڑھی گئی تمہاری نمازیں ضائع کرے، یہ مجازی استدلال ہے کیونکہ ایمان نماز کی قبولیت کا سبب ہے ایمان نہ ہو تو نماز کا وجود بھی نہیں چاہے اس کے تمام حرکات کو ادا کرے، کیونکہ ایمان عمل سے پہلے ہے، ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَقَامُوا الصَّلاَةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ "بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے اور نماز قائم کی اور زکوۃ ادا کی، ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور ان کو نہ کوئی خوف ہے نہ ہی کوئی غم" (البقرۃ: 277)۔

اور حدیث میں ہے کہ "أنه لما وجِّه رسول الله صلى الله عليه و سلم إلى القبلة - الكعبة - قالوا: يا رسول الله فكيف بالذين ماتوا وهم يُصلون إلى بيت المقدس؟ فنزلت وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ" "جب رسول اللہ ﷺ نے قبلہ "کعبہ" کی طرف رخ کیا تو لوگوں نے کہا کہ: اے اللہ کے رسول ان مرے ہوئے لوگوں کا کیا بنے گا جنہوں نے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھی تھیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُم﴾ "اور اللہ تمہارے ایمان کو ضائع نہیں کرے گا" (بخاری 40، ابوداود، ترمذی وغیرہ)۔ یعنی اللہ کے فضل و کرم سے ان کی وہ نمازیں مقبول ہیں۔

3۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ واضح کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی دعا قبول فرمائی اور مسجد اقصیٰ کی بجائے دوسرے قبلے کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا۔ یہود نے کہنا شروع کر دیا کہ: محمد ہماری مخالفت بھی کرتا ہے اور ہمارے قبلے کی جانب رخ بھی کرتا ہے! اس لیے رسول اللہ ﷺ چاہتے تھے کہ آپ کعبہ کی طرف رخ کریں جس کو ابراہیم علیہ السلام نے بنایا تھا اور پھر وہاں سے آپ ﷺ نے عربوں کو ایمان کی دعوت دی۔ بخاری اور مسلم نے اپنے صحیحین میں البراء سے روایت کیا ہے کہ، صلينا مع رسول الله صلى الله عليه و سلم بعد قدومه المدينة ستةَ عشرَ شهراً نحو بيت المقدس، ثم علم الله هوى نبيه صلى الله عليه و سلم فنزلت قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ "رسول اللہ ﷺ کے مدینہ آنے کے بعد ہم نے سولہ مہینوں تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھیں، پھر اللہ نے نبی ﷺ کی چاہت پوری کی اور یہ آیت نازل ہوئی، ﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ﴾ "ہم تمہارے بار بار آسمان کی طرف چہرہ کرنے کو دیکھ رہے ہیں اس لیے تمہیں ایسے قبلے کی طرف متوجہ کریں گے جس سے تو خوش ہو گا پس مسجد حرام کی طرف منہ کرو اور تم جہاں بھی ہو اس کی طرف منہ کرو"۔ یوں قبلہ مسجد حرام کی طرف تبدیل کیا گیا اور اس آیت کے نزول کے بعد مسلمانوں نے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا ترک کر دیا اور بیت الحرام کی طرف منہ کرنا شروع کر دیا۔

ابوداود نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ، "أنه لما نزلت هذه الآية على رسول الله صلى الله عليه و سلم مرّ رجل ببني سلمة فناداهم وهم ركوعٌ في صلاة الفجر نحو بيت المقدس: ألا إن القبلة قد حوِّلت إلى الكعبة فمالوا كلهم ركوعا إلى الكعبة" جب رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی تو ایک شخص بنی سلمہ کے محلے سے گزرا اور آواز دی وہ لوگ فجر کی نماز میں بیت المقدس کی طرف رخ کر کے رکوع میں تھے کہ: قبلہ تبدیل ہو گیا اور اب کعبہ قبلہ ہے ان لوگوں نے رکوع کی حالت میں ہی کعبہ کی طرف منہ کیا"۔

اس سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ خبر واحد احکام شرعیہ میں دلیل ہے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ خبر واحد کے ذریعے قبلہ اول کی منسوخی ہے کیونکہ قبلہ اول آیت کریم سے منسوخ ہوا تھا، ﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا﴾ "ہم تمہارے بار بار آسمان کی طرف چہرہ کرنے کو دیکھ چکے اور تمہیں اس قبلے کی طرف متوجہ کریں گے جس سے

تو خوش ہو گا"۔ لہٰذا جو یہ واقعہ پیش آیا کہ ان نماز پڑھنے والوں کو خبر واحد سے حکم شرعی معلوم ہو گیا جو کہ واجب الاتباع ہے جیسا کہ اصول میں اس کے باب میں اس کو بیان کیا گیا ہے۔

﴿شَطْرَهُ﴾ یعنی "اس کی طرف" جیسا کہ ابن عباس نے کہا ہے، کعبہ کے بغیر مسجد حرام کا ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ عین (آنکھوں سے نظر) کی بجائے سمت کا لحاظ رکھنا واجب ہے۔ اس لیے بھی کہ مسجد حرام میں کعبہ بھی شامل ہے، اسی طرح اس کا اطلاق مکہ پر بھی ہوتا ہے، جیسا کہ اللہ فرماتے ہیں: ﴿سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلاً مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الأَقْصَى﴾ "پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو رات کے ایک حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصی لے گیا" جبکہ رسول اللہ ﷺ کو مسجد حرام کے اندر سے نہیں بلکہ مکہ سے لے جایا گیا تھا۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیت الحرام-کعبہ-ان لوگوں کے لیے قبلہ ہے جو اس کو دیکھتے ہیں اور اس کی سمت کو پہچانتے ہیں۔ مسجد حرام کی سمت حرم کے علاقے کے لوگوں کے لیے قبلہ ہے جن کو کعبہ نظر نہیں آتا، مگر ان کو مسجد حرام کی سمت معلوم ہے۔ اسی طرح جس کو بھی اس کی سمت کا علم ہو جیسے رسول اللہ ﷺ کو وحی کے ذریعے بتایا گیا، چاہے وہ حرم کے حدود سے باہر رہتا ہو۔ پھر بلد حرام (مکہ مکرمہ) کی سمت تمام دنیا کے لیے قبلے کے طور پر کافی ہے۔

﴿قَدْ نَرَى﴾ یعنی "ہم نے دیکھا"۔ "قد" جب مضارع پر داخل ہوتا ہے اس کو اس وقت ماضی بنا دیتا ہے جب اس کا تعلق کسی ایسے واقعے سے ہو جو گزر چکا ہو یا اس کے گزرنے کا شبہ ہو، یوں وہ تحقیق کا فائدہ دیتا ہے۔ اسی طرح اگر اس کے بعد فعل ماضی آئے جیسا کہ ﴿قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ﴾ "اللہ جان چکا ہے اس چیز کو جس پر تم ہو" (النور: 64)، اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ فرمان کہ ﴿وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ﴾ "ہم جان گئے ہیں کہ تم دلبرداشتہ ہو گئے ہو" (الحجر: 97)، یعنی میں جانتا تھا۔

4۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں خبر دے رہے ہیں کہ یہود ونصاریٰ کے مشائخ یہ جانتے ہیں کہ قبلہ اول سے قبلہ ثانیہ کی تحویل حق ہے کیونکہ ان کو یقین ہے کہ محمد ﷺ ہی وہ نبی ہیں جن کا ذکر ان کی کتابوں میں ہے اور وہ دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں گے۔ اس لیے ان کو معلوم ہے کہ آپ اپنے رب کی طرف سے جو کچھ پڑھ کر سناتے ہیں وہ حق ہے اس میں کوئی شک نہیں۔

پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ آیت کا اختتام اس بات پر کرتے ہیں کہ وہ ان کے اعمال کو جانتا ہے ان سے غافل نہیں بلکہ ان کے خلاف ان کو محفوظ کرتا ہے، جس بات کا وہ انکار کرتے ہیں چاہے رسول اللہ ﷺ کا ہو یا تحویل قبلے کا یا کسی اور چیز کا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کا محاسبہ کرے گا اور ان کو وہ سزا دے گا جس کے وہ مستحق ہیں اللہ ان کے کسی عمل سے غافل نہیں ﴿وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ﴾ "اور اللہ ان کے اعمال سے غافل نہیں"۔

﴿الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ﴾ "جن کو کتاب دی گئی" (یعنی یہود و نصاریٰ) یہ اہل کتاب کے علماء ہیں (احبار اور رہبان) اس کا قرینہ یہ آیت ہے ﴿لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ﴾ "وہ یقینا جانتے ہیں کہ یہ حق ہے" جانتے ہیں یعنی بغیر تقلید کے اور یہی اہل کتاب کے علماء ہیں جو اس کو پڑھتے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ اس میں کیا ہے۔

5۔ آخری آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ یہ بیان کرتے ہیں کہ آیت میں مذکورہ احبار اور رہبان مسلمانوں کے قبلے کی پیروی ہرگز نہیں کریں گے چاہے اس کے حوالے سے ان کے خلاف کتنی ہی حجت قائم ہو جائے کیونکہ انہوں نے مسلمانوں کے قبلے کی مخالفت کسی ایسے شبہے کی وجہ سے نہیں کی جس کو رفع کرنے کے لیے حجت اور برہان درکار ہو، ان کو اپنی کتابوں کے ذریعے اس کا علم ہے مگر وہ محض عناد اور تکبر کی وجہ سے اس کی پیروی نہیں کرتے، اور ایسے لوگوں کو حجت سے فائدہ نہیں ہوتا۔ یہاں یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ: ان میں سے بعض نے کیسے ایمان قبول کیا؟ کیونکہ یہ آیت اہل کتاب کے ان علماء کے بارے میں ہے جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تھے جنہوں نے عناد اور تکبر سے انکار کیا تھا اور یہ جاننے کے باوجود ایمان لانے سے انکار کیا کہ آپ حق ہیں۔ ان کے علاوہ عام یہود و نصاریٰ اس میں شامل نہیں اس لیے اس میں ان میں سے بعض کے ایمان لانے کے احتمال کی نفی نہیں۔

پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے رسول ﷺ کو خبر دے رہے ہیں کہ آپ ان کے قبلے کی پیروی ہرگز نہیں کریں گے کیونکہ آپ حق پر ہیں اور آپ پر نازل ہونے والا حق ان کی خواہشات کی ہرگز پیروی نہیں کرے گا، ساتھ ہی دونوں میں سے کوئی بھی دوسرے کے قبلے کی پیروی نہیں کرے گا۔ یہ واضح اور قطعی بات ہے اس لیے اس کے لیے کسی بھی قسم کی دلیل لانے سے کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔

اسی طرح اللہ اپنے رسول ﷺ کو مخاطب کرتے ہیں کہ اگر اس حق کے آنے کے بعد بھی آپ ان کی خواہش کی پیروی کریں گے تو آپ ﷺ بھی ظالموں میں سے ہوں گے جو حق کو اس کی جگہ سے ہٹ کر رکھتے ہیں۔

﴿وَلَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ﴾ "اگرچہ تم ان اہل کتاب والوں کو دو" یہاں "لام" قسم کی جگہ ہے اور﴿مَا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ﴾ "وہ آپ کے قبلہ کی پیری نہیں کریں گے" جواب قسم ہے اور جواب شرط ہے یہ اس لیے کہ قسم(لام قسم) شرط(ان) سے پہلے ہے اس لیے یہ شرط کا نہیں قسم کا جواب ہو گا جیسا کہ لغت میں ہے خاص کر جب (فاء) جزاء جواب میں موجود نہیں۔

﴿وَمَا أَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ﴾ "اور نہ ہی آپ ان کے قبلے کی پیروی کرنے والے ہیں اور نہ وہ ایک دوسرے کے قبلے کی پیروی کرنے والے ہیں" ان دونوں میں نفی﴿مَا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ﴾ "وہ آپ کے قبلے کی پیروی نہیں کریں گے" کے مقابلے میں زیادہ بلیغ ہے کیونکہ وہ فعلیہ تھا اور اسمیہ ہے اور اسمیہ فعلیہ سے زیادہ بلیغ ہو تا ہے۔ اس میں اشارۃ یہ دلالت ہے کہ نبی ﷺ کی بعثت کے بعد سے یہود اور نصاریٰ کے اسلام قبول کرنے کی نسبت مسلمانوں کے نصرانی یا یہودی ہونا بہت کم ہے۔ اس طرح یہود کا عیسائی بننا یا عیسائیوں کا یہودی بننے سے زیادہ یہود و نصاریٰ اسلام قبول کریں گے۔

﴿وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ﴾ "یقیناً اگر آپ نے ان کی خواہشات کی پیروی کی"، یہاں (ان) پیروی کرنے کو فرض کرنے کی نفی کا قرینہ ہے جیسا کہ گزشتہ آیت میں کہا گیا تھا کہ ﴿وَمَا أَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ﴾ "آپ ان کے قبلے کی پیروی کرنے والے نہیں" یہاں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا کہ : ہمارے قبلے کی طرف لوٹ آؤ ہم آپ پر ایمان لائیں گے اور پیروی کریں گے" مگر یہ ان کی جانب سے دھوکے کی کوشش تھی، اللہ ان پر لعنت کرے۔

﴿إِنَّكَ إِذًا لَمِنَ الظَّالِمِينَ﴾ "ورنہ آپ ظالموں میں سے ہو جائیں گے" یہاں "انّ" مومن کی جانب سے یہود یا نصاریٰ کے قبلے کی پیروی کرنے کی صورت میں بڑے ظلم میں پھنسنے کے مفروضے کو بیان کیا گیا ہے، معنی یہ ہے کہ اے محمد ﷺ اگر آپ اس علم کے آنے کے بعد بھی فرض کریں کہ ان کی ملت کی تابعداری کرتے ہیں تو ظلم عظیم کا شکار ہوں گے۔ یہ یہود و نصاریٰ کے قبلے کی پیروی کے شدت کو بیان کرنے کے لیے ہے کہ حق تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پیروی کرنے میں ہے اور یہ قبلہ مسجد حرام کا جزو ہے۔

﴿وَمَا أَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ﴾ "نہ آپ ان کے قبلے کی پیروی کریں گے" یہاں قبلے کو مفرد رکھا حالانکہ یہ تثنیہ ہے کیونکہ یہود کا اپنا قبلہ ہے اور نصاریٰ کا اپنا، اس کے باوجود دہرایا جارہا ہے کہ ان کے قبلے کی پیروی نہ کریں۔ ان دونوں کے قبلوں میں اشتراک یہ ہے کہ دونوں باطل قبلے ہیں اس لیے دونوں ایک ہیں اور یہ بہتر ہے کہ اس کا موازنہ ایک "تمہارے قبلہ" سے کیا جائے جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿مَا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ﴾ "وہ کبھی آپ کے قبلے کی پیروی نہیں کریں گے" جس کے بعد آتا ہے، ﴿وَمَا أَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ﴾ "اور نہ ہی آپ ان کے قبلے کی پیروی کریں گے"۔

بقیہ صفحہ 16 سے

تم نے یہ بھی دیکھ لیا کہ وہ چاہتے ہیں کہ شام کے انقلاب کا ایسا سیاسی حل نکالا جائے جو ایک طرف تو اس مجرم حکومت کے ستونوں، اس کے ظلم اور اس کی فوج و انٹیلی جنس کے جبر کو برقرار رکھے اور دوسری طرف وہ شام کے جابر، ایجنٹ بشار کو سہارا دے۔ تو کسی کو اس بات کی اجازت مت دو کہ وہ ناپاک مذاکرات کے اس بازار میں تمہارے بیٹوں کے مقدس خون کا سودا کرے۔ ہر اُس ہاتھ کو کاٹ ڈالو جو بچوں کے قاتلوں اور عصمتوں کی دھجیاں اڑانے والوں سے کسی بھی جواز کو استعمال کرتے ہوئے ہاتھ ملانا چاہتا ہے۔ اور کھل کر کہہ دو کہ ہم مذاکرات نہیں کریں گے، اور نہ ہی رکیں گے، جب تک کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا وعدہ اور رسول اللہ ﷺ کی بشارت پوری نہ ہو جائے جو کہ ظلم کی حکومتوں کے دور کے خاتمے، نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے قوانین کے نفاذ کا وقت ہو گا۔ ہماری صورتحال صرف اسی صورت تبدیل ہو گی اگر ہم اللہ سبحانہ و تعالیٰ پر توکل کرنے کے بعد صرف اپنے آپ بھروسہ کریں اور اپنے مسائل کے حل کے لئے اللہ کے دشمنوں پر بھروسہ کرنا خودکشی کے مترادف ہے جس کا انجام ناکامی اور رسوائی ہے۔ لہٰذا اس انقلاب کو جس نعرے "هي لله" (اللہ کے لئے) سے شروع کیا تھا اسی پر چلتے رہو، اور رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی کو اس کے قائد کے طور پر قبول مت کرو، اور اللہ کی حکمرانی سے کم کسی بات کو قبول مت کرو۔ کفر کی افواج ،چاہے متحد بھی ہوں، محمد ﷺ کی امت پر گمراہی کے اندھیروں کو مسلط نہیں کر سکتیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ

"پھر ہماری چاہت ہوئی کہ ہم ان پر کرم فرمائیں جنہیں زمین پر بے حد کمزور کر دیا گیا تھا، اور ہم انہیں کو پیشوا اور (زمین کا) وارث بنائیں" (القصاص: 5)۔

حزب التحریر ولایہ شام

6 اگست 2016 بمطابق 3 ذی القعدۃ 1437 ہجری

اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے لئے قربانی دینا

تحریر: مصعب عمیر، پاکستان

آج کے دور میں نبوت کے طریقے پر خلافت کے دوبارہ قیام کی جدوجہد کی راہ میں قربانیاں دینے کی مثالیں کم نہیں بلکہ پوری مسلم دنیا میں اس کی جگہ جگہ مثالیں ملتی ہیں۔ گزری دہائیوں میں کئی لوگوں نے عظیم قربانی دیں ہیں یہاں تک کہ جابروں کے ہاتھوں شہادت تک کو قبول کیا گیا۔ یہ وہ قربانیاں ہیں جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مدد سے اس امت کو آگے لے کر گئی ہیں۔ یہ وہ قربانیاں ہیں جنہوں نے امت کو اس قابل بنادیا ہے کہ اب کسی بھی وقت دنیا کے سٹیج پر امت وسط کے طور پر ظاہر ہوا چاہتی ہے جو تمام انسانیت پر گواہ بنائی جائے گی۔ یقیناً ان قربانیوں کے ذریعے وہ تبدیلی انشاء اللہ زیادہ دور نہیں اور آیا ہی چاہتی ہے جس کی ہم شدید خواہش رکھتے ہیں اور اس تبدیلی کے آنے کو وہ بھی محسوس کررہے ہیں جو اسلام کی دعوت اور اس کی جدوجہد میں براہ راست شامل نہیں ہیں۔

یہ عظیم قربانی وہی دیتا ہے جو جابر کے ظلم کا سامنا کرتے ہوئے ناتو اپنی دنیاوی زندگی اور نا ہی اپنے پیاروں اور دولت کے متعلق سوچتا ہے۔ اور جب جابر ایسی عظیم استقامت اور قربانی کا سامنا کرتے ہیں تو ان کے پاس کوئی راہ نہیں بچتی، نہ دھمکی اور نہ ہی لالچ دینا ان کے کسی کام آتا ہے۔ یقیناً جابروں کے پاس ایسے شخص کے خلاف کون سا حربہ ہو سکتا ہے جو مضبوطی سے اپنی نگاہیں جنت پر ٹکائے ہوئے ہوتا ہے اور وہ ان جابروں کو اپنی منزل تک پہنچنے کی راہ میں حائل رکاوٹ سمجھتا ہے؟ ایسے ایمان والا جابروں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتا ہے اور پوچھتا ہے کہ بتاؤ اب تمہارے پاس کوئی حربہ باقی بچا ہے؟ یہ وہ شخص ہوتا ہے جو جابروں کو اس حد تک بے بس کردیتا ہے کہ وہ شدید مایوسی اور ناامیدی کا شکار ہوجاتے ہیں۔ یہ وہ شخص ہوتا ہے جو جابروں کو اپنے طریقہ کار کے حوالے سے شک میں مبتلا کر کے بار بار انہیں اپنے حربوں کی افادیت پر غور کرنے پر مجبور کردیتا ہے۔ یہ وہ شخص ہوتا ہے جو ظالم حکمرانوں کا احتساب کرنے کے اہم اور

عظیم قربانی وہی دیتا ہے جو جابر کے ظلم کا سامنا کرتے ہوئے ناتو اپنی دنیاوی زندگی اور نا ہی اپنے پیاروں اور دولت کے متعلق سوچتا ہے۔ اور جب جابر ایسی عظیم استقامت اور قربانی کا سامنا کرتے ہیں تو ان کے پاس کوئی راہ نہیں بچتی، نہ دھمکی اور نہ ہی لالچ دینا ان کے کسی کام آتا ہے۔

افضل ترین کام کو بہترین طریقے سے ادا کرتا ہے۔ یہ وہ شخص ہوتا ہے جو جابروں کے لئے اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ ان کا ظلم و ستم، جھوٹ اور خوف کبھی حق کی طاقتور آواز پر غالب نہیں آسکتا کیونکہ یہ وہ آواز ہے جس نے ایک شخص کو عظیم قربانی دینے کے لئے تیار کردیا۔

مسلمان ایسی عظیم قربانیوں سے بہت متاثر ہوتے ہیں۔ یہ قربانیاں تھکے جسموں کو تروتازہ کردیتی ہیں، مایوسی کو اتار پھینکتی ہیں اور بھرپور جدوجہد کرنے پر ابھارتی ہیں۔ لیکن یہ سب کچھ ہمارے لیے کافی نہیں کیونکہ ہم بھی اسی جنت کے طلب گار ہیں۔ لہٰذا ہمیں بھی ہماری موجودہ صورتحال سے قطع نظر اس عظیم قربانی کے لئے خود کو تیار کرنا ہے اور سنجیدگی سے ویسا ہی شخص بننے کی کوشش کرنی ہے جو کامیابی کی راہ میں آنے والی تمام مشکلات و مصائب کا سامنا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ایسی عظیم قربانی دینے کے لئے تیار اسی وقت ہوا جاسکتا ہے جب اس بات پر کامل یقین ہو کہ صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ہی اس دنیا اور اس میں موجود تمام چیزوں سے بڑھ کر محبت کیے جانے کے لائق ہیں۔ یہ وہ یقین ہے جو ایمان والوں کو اپنے تمام دنیاوی مفادات اور تعلقات کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر قربان کرنے کے لئے تیار کردیتا ہے اور وہ صرف اور صرف انہیں ہی اپنا مرکز نگاہ بنادیتا ہے۔ یہ وہ بات ہے جس کے متعلق اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں، قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ "کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور خاندان کے آدمی اور مال جو تم کماتے ہو اور تجارت جس کے بند ہو جانے سے ڈرتے ہو اور مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو، اللہ اور رسول سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہوں تو (جہاد سے بچ کر گھروں میں) ٹھہرے رہو یہاں تک

کہ اللہ اپنا حکم (یعنی عذاب) بھیجے اور اللہ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا"(التوبۃ:24)۔

یہ ہے وہ قربانی دینے کی شدید خواہش جو اس امت کو یہ صلاحیت دیتی ہے کہ وہ تمام انسانیت پر گواہ بنے اور اسلام کے پیغام کو دعوت و جہاد کے ذریعے پُر اثر طریقے سے پہنچائے۔ یہ ہے وہ قربانی دینے کی شدید خواہش جس نے خلفہ راشدین کو اس قابل کیا کہ وہ ظالم وجابر فارس ورومی سلطنتوں کو گرا کر وسیع علاقوں کواسلام کی دعوت کے لئے کھول دیا۔ یہ ہے وہ قربانی دینے کی شدید خواہش جس نے اسلامی خلافت کو اس قابل بنایا کہ وہ کئی صدیوں تک دنیا کی صف اول کی ریاست اور روشنی کا مینار بنی رہی۔ لہٰذا مسلمان وہ نہیں ہوتا جو صرف اپنے بچوں کی پرورش کرنے کو ہی کافی سمجھتا ہے۔ مسلمان وہ ہے جو اپنے دین کی خدمت میں لگا رہتا ہے، ظلم کا خاتمہ کرتا ہے، ظالم کے ظلم کا انکار کرتا ہے اور دنیا کے تمام نظام ہائے حیات کے مقابلے میں حق کے کلمے کو بلند کرتا ہے اور اس بات کی پروا نہیں کرتا کہ اس مقصد کے حصول کو یقینی بنانے کے لئے کیا قیمت ادا کرنی پڑے گی۔ مسلمان وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کی اس تنبیہ کو پوری سنجیدگی کے ساتھ لیتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُما قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: **«إِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعِينَةِ، وَأَخَذْتُمْ أَذْنَابَ الْبَقَرِ، وَرَضِيتُمْ بِالزَّرْعِ، وَتَرَكْتُمْ الْجِهَادَ، سَلَّطَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا لَا يَنْزِعُهُ حَتَّى تَرْجِعُوا إِلَى دِينِكُمْ»** "اگر تم کاروبار کر رہے ہو، اپنے بیل کے کان پکڑے ہوئے ہو اور کھیتی باڑی میں مصروف و مطمئن ہو جبکہ اس دوران جہاد کو چھوڑ دیا، تو اللہ تم پر ذلت ورسوائی مسلط کردے گا اور یہ اس وقت تک دور نہ ہوگی جب تک تم اپنے دین پر نہ لوٹ جاؤ"(ابو داود، ابن تیمیہ)۔ مسلمان وہ ہے جو دنیا کی رغبتوں سے منہ موڑتا ہے جو اسے قربانی دینے سے روک سکتی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث کو یاد رکھتا ہے کہ، **«تُعْرَضُ الْفِتَنُ عَلَى الْقُلُوبِ كَالْحَصِيرِ عُودًا عُودًا فَأَيُّ قَلْبٍ أُشْرِبَهَا نُكِتَ فِيهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ وَأَيُّ قَلْبٍ أَنْكَرَهَا نُكِتَ فِيهِ نُكْتَةٌ بَيْضَاءُ حَتَّى تَصِيرَ عَلَى قَلْبَيْنِ عَلَى أَبْيَضَ مِثْلِ الصَّفَا فَلَا تَضُرُّهُ فِتْنَةٌ مَا دَامَتِ السَّمَوَاتُ وَالأَرْضُ وَالآخَرُ أَسْوَدُ مُرْبَادًّا كَالْكُوزِ مُجَخِّيًا لَا يَعْرِفُ مَعْرُوفًا وَلَا يُنْكِرُ مُنْكَرًا إِلَّا مَا أُشْرِبَ مِنْ هَوَاهُ»** "انسان کے دل پر فتنے ایک کے بعد ایک اس طرح آئیں گے کہ جس طرح بوری اور چٹائی کے تنکے ایک کے بعد ایک ہوتے ہیں۔ جو دل اس فتنے میں مبتلا ہو گا وہ فتنہ اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ ڈال دے گا اور جو دل اسے ردیعنی قبول کرنے سے انکار کرے گا تو اس کے دل میں ایک سفید نقطہ لگ جائے گا، یہاں تک کہ اس کے دو دل ہو جائیں گے۔ ایک سفید دل کہ جس کی سفیدی بڑھ کر کوہ صفا کی طرح ہو جائے گی جب تک زمین و آسمان رہیں گے اسے کوئی فتنہ نقصان نہیں پہنچائے گا اور دوسرا دل سیاہ راکھ کے کوزہ کی طرح علوم سے خالی ہو گا، نہ نیکی کو پہچانے گا اور نہ ہی بدی کا انکار کرے گا مگر اپنی خواہشات کی پیروی کرے گا "(صحیح مسلم)۔ یہ وہ مسلمان ہے جس کا اس ماحول میں دم گھٹتا ہے جہاں دنیا کی منفعت کی بات کی جائے جبکہ جہاں امت اور انسانیت کی بھلائی کی بات ہو وہاں قربانی دینے کے لئے تیار رہتا ہے کیونکہ اس کا دل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اس فرمان پر ایمان رکھتا ہے کہ، **﴿اعْلَمُوٓا أَنَّمَا الْحَيَوٰةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِى الْأَمْوٰلِ وَالْأَوْلٰدِ﴾** "خوب جان رکھو کہ دنیا کی زندگی صرف کھیل تماشا زینت اور آپس میں فخر اور مال و اولاد میں ایک کا دوسرے سے اپنے آپ کو زیادہ بتلانا ہے"(الحشر:20)۔

> مسلمان وہ ہے جو اپنے دین کی خدمت میں لگا رہتا ہے، ظلم کا خاتمہ کرتا ہے، ظالم کے ظلم کا انکار کرتا ہے اور دنیا کے تمام نظام ہائے حیات کے مقابلے میں حق کے کلمے کو بلند کرتا ہے اور اس بات کی پروا نہیں کرتا کہ اس مقصد کے حصول کو یقینی بنانے کے لئے کیا قیمت ادا کرنی پڑے گی

وہ مسلمان جو قربانی دیتا ہے تا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا پیارا بن جائے اس بات سے واقف ہوتا ہے کہ یہ دنیا اور اس کی دولت ایک امتحان ہے کیونکہ اس کے رب نے فرمایا ہے، **﴿إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً﴾** "روئے زمین پر جو کچھ ہے ہم نے اسے زمین کی رونق کا باعث بنایا ہے کہ ہم انہیں آزما لیں کہ ان میں سے کون نیک اعمال والا ہے"(الکھف:7)۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **«إِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ، وَإِنَّ اللهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا فَنَاظِرٌ مَاذَا تَعْمَلُونَ، فَاتَّقُوا الدُّنْيَا، وَاتَّقُوا النِّسَاءَ، فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ»** " یہ دنیا میٹھی اور سرسبز ہے اور اللہ ایک کے بعد ایک تمہاری نسل کو آگے بڑھاتا ہے، لہٰذا وہ دیکھ رہا ہے کہ

تم کیا کررہے ہو۔ دنیا سے ہوشیار رہو اور عورت سے کہ بنی اسرائیل پر جو سب سے پہلی مشکل پڑی تھی وہ عورت کی وجہ سے تھی"(مسلم)۔ مسلمان جانتا ہے کہ یہ دنیا، جس میں وہ ان جابروں کا سامنا کرتا ہے جو ہمیشہ باقی رہنے والی اپنی آخرت کو برباد کررہے ہیں، ایک عارضی مقام ہے۔ اس کے علاوہ یہ دنیا ختم ہوجانی ہے، اس کی ہریالی اور مزے ختم ہوجانے ہیں ، جیسے اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں، ﴿وَإِنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيداً جُرُزاً﴾ "اس (دنیا) پر جو کچھ ہے ہم اسے ہموار صاف میدان کر ڈالنے والے ہیں "(الکھف:8)، جس کا مطلب ہے کہ اس دنیا کو بنانے کے بعد اللہ اس کو تباہ کردیں گے اور اس میں موجود ہر شے بیکار ہوجائے گی جس سے کوئی منفعت حاصل نہ ہوسکے گی۔ العوفی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ اس دنیا میں موجود ہر شے ختم اور برباد کردی جائے گی۔ مجاہد نے کہا،"خشک اور بنجر زمین"۔ قتادۃ نے کہا ،"ایسی سطح جس پر کوئی درخت اور نباتات نہ ہوں"۔ تو پھر کیوں ہمیشہ باقی رہنے والی اللہ کی جنت کو اس فانی دنیا کے لئے چھوڑ دیا جائے جو ایک دن بنجر ہوجائے گی اور جہاں زندگی کی لذتیں ختم ہوجائیں گی؟ پھر کیوں ہم اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے قربانی دینے سے شرمائیں یا بھاگیں؟ آئیں کہ ہم بھی ان میں سے ہوجائیں جو اس دنیا کی آسائشوں سے منہ موڑ کر مشکلات کو گلے لگاتے ہیں اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے بھرپور جدوجہد کرتے ہیں۔

مسلمانوں کی موجودہ نسل ایک بہترین وقت پر آئی ہے جب مغربی تہذیب تنزلی کا شکار ہے، اس کی معیشت اپنی اشرافیہ کی لالچ کے باعث تباہی کا شکار ہے، اس کی استعماری خارجہ پالیسی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور دنیا کے سامنے بے نقاب ہوچکی ہے، اس کا معاشرہ پاک دامنی، غیرت اور خاندانی اقدار کی غیر موجودگی میں ٹکڑے ٹکڑے ہورہا ہے اور اس کے لوگ روحانی خلاء کے باعث سخت افسردہ ہیں۔ دنیا کے حالات اس سطح پر آچکے ہیں کہ محمد ﷺ کی امت اپنے مقام کو دوبارہ حاصل کرسکے، ایک انصاف والی امت جو دنیا کے مظلوموں کی نگہبان اور ان کی راحت کا باعث بنے گی۔ آج ہم میں سے ہر ایک کو پوری سنجیدگی کے ساتھ خود کو قربانی دینے کے لئے تیار کرنا ہے جس کی ضرورت

اللہ کی جنت کو اس فانی دنیا کے لئے چھوڑ دیا جائے جو ایک دن بنجر ہوجائے گی اور جہاں زندگی کی لذتیں ختم ہوجائیں گی؟ پھر کیوں ہم اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے قربانی دینے سے شرمائیں یا بھاگیں؟

ہے اسلام کو ایک بار پھر طرز زندگی بنانے اور اس کی ہدایت کو پوری انسانیت تک پہنچانے کے لئے۔

اور انشاء اللہ ہم میں سے ہر ایک اُس عظیم تبدیلی کا آلہ بنے گا جس کی ابتداء نبوت کے طریقے پر خلافت کے واپسی سے ہوگی اور اس کی انتہاء اس وقت ہوگی جب اسلام پوری دنیا پر غالب ہوجائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،«إِنَّ اللَّهَ زَوَى لِيَ الأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَإِنَّ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِي مِنْهَا وَأُعْطِيتُ الْكَنْزَيْنِ الأَحْمَرَ وَالأَبْيَضَ وَإِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي لأُمَّتِي أَنْ لاَ يُهْلِكَهَا بِسَنَةٍ بِعَامَّةٍ وَأَنْ لاَ يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ» "اللہ نے میرے لیے دنیا کے دونوں کناروں کو میرے سامنے کردیا۔ اور میں نے اس کا مشرقی اور مغربی کنارا دیکھا۔ اور میری امت کی بالادستی وہاں تک پہنچ جائے گی جو میرے قریب کردیے گئے تھے اور مجھے سرخ و سفید خزانے دے دیے گئے اور میں نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ وہ میری امت کو قحط سے ہلاک نہیں کریں گے اور نہ اس پر کوئی ایسا بیرونی دشمن غالب ہو جو ان کی جان لے لے اور انہیں جڑ سے تباہ و برباد کردے"(مسلم)۔ امام احمد نے تمیم اَدداری سے روایت کیا کہ اس نے کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا،«لَيَبْلُغَنَّ هَذَا الْأَمْرُ مَا بَلَغَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ، وَلَا يَتْرُكُ اللهُ بَيْتَ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ إِلَّا أَدْخَلَهُ هَذَا الدِّينَ، يُعِزُّ عَزِيزًا وَيُذِلُّ ذَلِيلًا، عِزًّا يُعِزُّ اللهُ بِهِ الْإِسْلَامَ وَذُلًّا يُذِلُّ اللهُ بِهِ الْكُفْرَ» "یہ معاملہ (اسلام) وہاں تک پہنچے گا جہاں تک دن اور رات پہنچتے ہیں، یہاں تک کہ اللہ کوئی ایسا گھر، چاہے وہ مٹی سے بنا ہو یا بالوں سے، نہیں چھوڑیں گے جہاں یہ دین داخل نہ ہوجائے، طاقتور شخص (اسلام) کو طاقت دیں گے اور ذلیل کیے گئے شخص (جو اسلام کو مسترد کرتا ہے) کو ذلیل و رسوا کریں گے۔ وہ طاقت جس سے اللہ اسلام (اور اس کی امت) کو بلند اور کفر (اور کافروں) کو ذلیل و رسوا کریں گے"۔

کرپشن کی جڑ جمہوریت ہے

تحریر: معیز مبین

یکے بعد دیگر بحرانوں کا شکار ایک زوال پذیر معاشرے میں، نشاۃ ثانیہ کی ابتدائی نشانیاں بحران کے نتیجے میں ہی پیدا ہوتی ہیں۔ بحران معاشرے کو جھنجوڑ تا ہے کہ لوگ اس بات پر غور کریں کہ آخر معاشرے کا مسئلہ کیا ہے۔ سوچ کا یہ عمل پورے معاشرے میں پھیلتا ہے مگر اس کا آغاز دانشور طبقے اور فکری رہنماوں سے ہوتا ہے۔ بحران معاشروں کو مثبت سمت میں ڈال سکتے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ مرض کی صحیح تشخیص کی جائے اور درست انداز میں سوچا جائے۔ پانامہ لیکس کے معاملے میں بھی ہمارے معاشرے کا یہ مسئلہ عیاں ہے۔

پاکستان کی سیاسی جماعتوں کے مابین دیکھی جانے والی گھناؤنی اور نفرت انگیز لڑائی کی جڑ بھی ہمارے معاشرے کے مسئلے کی غلط تشخیص ہے، اور وہ یہ ہے کہ سیاست افراد کے گرد گھومتی ہے اور مالی بدعنوانی ایک انفرادی رجحان ہے۔ حکومت اور حزب اختلاف کی جماعتیں اس تشخیص پر متفق ہیں۔ اس وجہ سے ہر کوئی دوسرے کی قیادت کو الزامات کے ذریعے بدنام کرنے میں مصروف ہے جس میں اخلاقیات کا جنازہ نکال دیا گیا ہے۔ پانامہ لیکس معلومات کا ایک ایسا خزانہ سامنے لایا ہے جو اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ کرپشن ایک عالمی رجحان ہے۔ اس لیے پانامہ لیکس اور کرپشن کے بارے میں کوئی بھی بحث اس کے عالمی رجحان ہونے کو نظر انداز نہیں کر سکتی۔ کرپشن کے عالمی رجحان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ انفرادی نہیں بلکہ نظام سے نکلنے والا رجحان ہے۔ اس وجہ سے افراد کو نشانہ بنانے اور اُن کو مسئلے کی جڑ قرار دینے سے کرپشن کا معاملہ حل نہیں ہو گا۔ اس کا بہترین نتیجہ جو ممکن ہے وہ یہی ہے کہ ایک کرپٹ فرد کو دوسرے سے تبدیل کر دیا جائے، اور یہ سلسلہ جاری رہے یہاں تک کہ اس مسئلے کی درست تشخیص نہ کر لی جائے۔

کرپشن کی جڑ جمہوریت ہے، یعنی انسان کے پاس قانون سازی کا اختیار۔ پانامہ لیکس اس کا سب سے بڑا ثبوت ہیں۔ جمہوریت میں قانون کی حکمرانی ممکن نہیں، کیونکہ قانون تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ دنیا بھر میں ممتاز کاروباری شخصیات سیاست میں اس لیے شامل ہوتی ہیں کہ وہ خود قانون سازی کر سکیں یا اس پر اثر انداز ہو سکیں۔ پاکستان کے وزیر اعظم اپنے کاروباری پس منظر پر فخر کرتے ہیں، تحریک انصاف کی مرکزی قیادت ارب پتی کاروباری شخصیات پر مشتمل ہے، ڈیوڈ کیمرون کے والد کے بھی کاروباری مفادات تھے، روس اور چین کے صدور سے منسلک کاروباری شخصیات کا ذکر بھی پانامہ لیکس میں آیا ہے۔ یہ بااثر شخصیات ٹیکس کی چھوٹ اور حکومتی زر تلافی چاہتی ہیں، اپنا پیسہ ملک سے باہر لے جانے کے قانونی راستے، اور ایسا حکومتی ڈھانچہ جو اُن کے کاروباری مفادات کا تحفظ کرے۔ کیا اپنی دولت میں اضافہ کرنے کا اس سے آسان طریقہ ہو سکتا ہے کہ آپ خود ایسے قوانین بنا سکیں جو آپ کو مال دار بنا دے۔

اسلام کرپشن کا خاتمہ نہ صرف کرپٹ افراد کو سزا دینے سے کرتا ہے، بلکہ انسان کے ہاتھوں سے قانون سازی کا اختیار لے کر اس مسئلے کو جڑ سے ختم کر دیتا ہے۔ اسلامی خلافت میں قرآن و سنت سے اخذ شدہ قوانین نافذ ہوتے ہیں، جن میں معاشی اور مالی معاملات کے بارے میں تفصیلی احکامات موجود ہیں۔ چنانچہ کوئی بھی قوانین کو تبدیل کر کے بڑے پیمانے پر مال اکھٹا نہیں کر سکتا، کیونکہ قوانین کو تبدیل کرنا ممکن نہیں۔ بحران معاشرے کے لیے رحمت میں تبدیل ہو سکتے ہیں اگر ان پر درست ردِ عمل اختیار کیا جائے۔ ہمیں کرپشن کی جڑ کو ختم کرنا ہو گا۔ اور یہ صرف جمہوریت کے اختتام اور خلافت کے قیام کے ذریعے ممکن ہے۔

بقیہ صفحہ 20 سے

کہا: یہ حرام ہے اور اس کے حرام ہونے کا سبب صرف جھوٹ ہونا ہے۔۔۔ مگر برماوی نے کہا ہے: ظاہر ایسا انشاء ہے جو اسکے برخلاف ہے کیونکہ بات کرنے والے کا مقصد اس کے خبری معنی کو انشاء کی تحریم کے ذریعے متحقق کرنا ہے۔ اور تکذیب خبری معنی میں ہے نہ کہ انشاء سے تحریم کا قصد کیا گیا ہے"۔

میں جس چیز کو ترجیح دیتا ہوں وہ یہ کہ ظہار لغت میں خبر ہے اور یہی صحیح ہے مگر یہاں اس کا استعمال شرع میں ظہار کے حکم کو پیدا کرنے کے لیے ہے یوں یہ انشاء کی طرف منتقل ہوا۔ اس لیے ایک آدمی کا اپنی بیوی کو یہ کہنا کہ "انت علی کظھر امی" (تم میرے لئے میری ماں جیسی ہو) صیغہ کے پہلو سے خبر ہے مگر اس سے مقصود حکم کا انشاء ہے یعنی اپنی بیوی کو اپنے اوپر حرام کرنے کا نہ کہ اس کے بارے میں خبر دینا ہے۔

امید ہے خبر اور انشاء کا موضوع واضح ہو گیا ہو گا۔

آپ کا بھائی، عطاء بن الخلیل ابو الرشتہ

12 رمضان 1437، بمطابق 17 جون 2016

ایدھی صاحب اور ریاست پاکستان

تحریر: محمد یاسر

عبدالستار ایدھی صاحب آج وہاں پہنچ گئے جہاں ہم سب ایک ایک کرکے جا رہے ہیں۔ اور صرف ایک رب، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات ہے جس کی شان موت کی اس قید سے پاک ہے۔ اللہ ایدھی صاحب کی بے شمار فلاحی کاموں کے عوض ان کی غلطیوں، کوتاہیوں سے درگزر فرمائے۔ اور انھیں جنت میں بلند مقام عطا فرمائے (آمین)۔

سوال یہ ہے کہ آخر کب تک ایدھی جیسے لوگ ریاست کی ناکامیوں کا ٹوکرا اپنے سر پر اٹھاتے رہیں گے۔ ایدھی صاحب اپنی ذات میں ایک ادارہ تھے لیکن بہر حال وہ ایک فرد تھے۔ ان کی رسائی اور خدمات حد درجہ بھی ہوں تو وہ چند ہزار یا چند لاکھ لوگوں تک پہنچ سکتی ہیں، اور وہ بھی چند شعبوں میں۔ ایدھی صاحب بہر حال سیکیوریٹی، امن و امان، تعلیم و تربیت، عدل، روزگار، مہنگائی میں کمی یا سڑکیں نہیں بنا سکتے اور نہ ہی یہ ان کا کام ہے۔ انھوں نے جو کیا وہ بھی ان کا کام نہیں تھا۔ یہ تو ریاست کی ذمہ داری تھی جس سے ریاست انتہائی چالاکی سے دست بردار ہو چکی ہے۔ تعلیم پرائیویٹ اداروں پر، امن و امان سیکیوریٹی گارڈ کے ذمے، بجلی گیس سیٹھوں سے، صحت عطائی ڈاکٹروں یا پرائیویٹ ہسپتالوں سے، گھر آپ کا اپنا ذمہ یا ہاؤسنگ کالونیوں سے، آفات میں مدد رفاحی اداروں سے اور ایمبولینس سروس کیلئے ایدھی صاحب۔ ہاں ایک چیز وہ کبھی نہیں چھوڑتی اور وہ ہے آپ لوگوں کی حلال کمائی سے اپنا بھتہ وصول کرنا۔ تو سوال یہ ہے کہ یہ رفاحی ادارے تو ایک اقلیت کو صرف چند ٹوٹی پھوٹی سہولتیں ہی دے سکتی ہے۔ 4000 ارب کے ٹیکس وصول کرنے والی تو ریاست ہے، وہ کیا کر رہی ہے؟ یہ حکمران تو یہی چاہتے ہیں کہ عوام سے ٹیکس وہ وصول کرے اور عوام اپنے چندوں سے اپنے آپ کو سہولتیں دینے کیلئے رفاحی ادارے بنائیں۔ مسائل کا حل تو رفاحی ادارے بنانا یا ان کو چندہ دینا نہیں۔ یہ تو بس عارضی ٹوٹی پھوٹی کوشش ہے دو چار فیصد گزارا چلانے کی۔ اصل حل تو وہ ریاست ہے جو مسائل کو حل کرنے کی اہلیت رکھتی ہے۔

> مسائل کا حل ایدھی صاحب کیلئے تعریفی بیانات جاری کرنا نہیں، بلکہ ان حکمرانوں سے لوٹ کھسوٹ کا مال نچوڑ کر امت پر خرچ کرنا ہے اور اس سرمایہ دارانہ نظام کو ملیامیٹ کرکے اس کی جگہ وہ ریاست خلافت قائم کرنا ہے جو اس امت کی نگہبان، محافظ اور سر کا سایہ ہے۔

عوام کے مسائل کا حل ان بدعنوان حکومتوں کے خلاف ڈٹ کر کھڑے ہونا، ان کا احتساب کرنا اور ان کی عوام سے خیانت کو بے نقاب کرنا ہے۔ مسائل کا حل ان حکمرانوں کو ہٹا کر وہ خلافت قائم کرنا ہے جہاں زکوۃ لینے والا کوئی نہ تھا اور جہاں کئی سالوں کے بعد کوئی ایک جرم سرزد ہوتا تھا۔ جس خلافت کے 1342 سالوں میں اس طرز کا کوئی رفاحی ادارہ (NGO) نہیں بنایا گیا کیونکہ اس کی ضرورت نہیں تھی۔ مسائل کا حل ایدھی صاحب کو 19 توپوں کی سلامی نہیں، بلکہ ان حکمرانوں کو گردن سے پکڑ کر اقتدار سے اتار دینا ہے۔ مسائل کا حل ایدھی صاحب کیلئے تعریفی بیانات جاری کرنا نہیں، بلکہ ان حکمرانوں سے لوٹ کھسوٹ کا مال نچوڑ کر امت پر خرچ کرنا ہے اور اس سرمایہ دارانہ نظام کو ملیامیٹ کرکے اس کی جگہ وہ ریاست خلافت قائم کرنا ہے جو اس امت کی نگہبان، محافظ اور سر کا سایہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، إِنَّمَا الْإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ وَيُتَّقَى بِهِ "بے شک امام (خلیفہ) ہی ڈھال ہے جس کے پیچھے رہ کر لڑا جاتا ہے اور اسی کے ذریعے تحفظ حاصل ہوتا ہے" (مسلم)۔

بقیہ صفحہ 15 سے

وہ جو اپنی امت سے مخلص ہیں اور باہوش ہیں، حکم الہٰی (شرع) کے علاوہ کہیں سے بھلائی اور نجات کی امید نہیں رکھتے، وہ اسلام جو ان کے خالق نے انہیں عطا کیا، وہ خالق جس کے لیے معصوم مسلمان کے خون کا ایک قطرہ بھی اس پوری دنیا سے زیادہ اہم ہے۔

مرکزی میڈیا آفس حزب التحریر

26 جولائی 2016 بمطابق 21 شوال 1437 ہجری

راحیل-نواز حکومت امریکہ وبھارت کو اب دشمن قرار نہیں دے گی تو کب دے گی؟

پریس ریلیز

پیر، 8 اگست 2016 کو کوئٹہ میں ہونے والے بم دھماکے میں کم از کم 70 افراد اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ حزب التحریر ولایہ پاکستان اس وحشیانہ عمل کی شدید مذمت کرتی اور دعا گو ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ مرحومین کی مغفرت اور درجات بلند فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے (آمین)۔

جب سے امریکہ نے افغانستان میں قدم رکھا ہے پاکستان بدامنی کی آگ میں جل رہا ہے۔ امریکی انٹیلی جنس و نجی سیکیورٹی ادارے نامعلوم اور غیر معروف تنظیموں کے ذریعے اس قسم کے وحشیانہ سانحات کرواتے چلے آرہے ہیں تاکہ افواج پاکستان کو اس امریکی مطالبے کو پورا کرنے پر مجبور کیا جائے کہ وہ افغانستان میں امریکی قبضے کے خلاف برپا قبائلی مزاحمت کو کچلیں۔ لیکن پاکستان کی سیاسی وفوجی قیادت میں موجود غداروں نے اس کے باجود امریکی جنگ کو ہماری جنگ قرار دیا۔ ہر بم دھماکے اور درجنوں افراد کی ہلاکت کے بعد حکمرانوں نے خطے میں تباہی وبربادی کی اصل وجہ نہ تو امریکہ کو قرار دیا اور نہ ہی اسے خطے سے بے دخل کیا بلکہ امریکہ کے مطالبے پر افواج پاکستان کو قبائلی علاقوں میں داخل کر کے جنگ کی آگ کو اپنے ہی ملک میں پھیلا دیا۔ 9/11 کے بعد اور دسمبر 2014 میں پشاور آرمی پبلک اسکول پر حملے سے قبل تک ایسے حملوں اور بم دھماکوں کو قبائلی علاقوں میں فوجی آپریشن کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا رہا۔ لیکن اس کے بعد سے چاہے پشاور آرمی پبلک اسکول پر حملہ ہو یا لاہور میں گلشن اقبال پارک میں بم دھماکہ، ایسے سانحات کو سیاسی وفوجی قیادت میں موجود غداروں نے ملک بھر میں اسلام کے نفاذ، خلافت کے قیام کی سیاسی جدوجہد کرنے والوں اور افغانستان وکشمیر میں امریکہ و بھارت کے خلاف جہاد کرنے والے گروہوں کو ختم کرنے کے لئے نیشنل ایکشن پلان، فوجی عدالتیں اور تحفظ پاکستان ایکٹ جیسے کالے قوانین بنانے کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا۔ اور اب سانحہ کوئٹہ کے بعد سیاسی و فوجی قیادت میں موجود غدار اس سانحہ کو پھر ملک بھر میں اسلام کی آواز کو دبانے کے لئے استعمال کریں گے۔

سیاسی و فوجی قیادت میں موجود غدار اس سانحہ کی ذمہ داری بل واستہ بھارت پر یہ کہہ کر ڈال رہے ہیں کہ اس دھماکے کا مقصد پاک چین اقتصادی راہداری کے منصوبے کو ناکام بنانا ہے۔ حزب التحریر ولایہ پاکستان، سیاسی و فوجی قیادت میں موجود غداروں سے سوال کرتی ہے کہ کیا تم میں یہ ہمت بھی نہیں کہ ہندو ریاست کا کھل کر نام لے سکو؟ اس کے علاوہ اگر ہندو ریاست ان تخریبی کاروائیوں کے پیچھے ہے، اور یقیناً ایسا ہی ہے، تو اس صورتحال میں بھی یہ امریکہ ہی ہے جس نے بھارت کو یہ سب کرنے کے لئے افغانستان میں داخل ہونے اور اپنے اڈے بنانے کا موقع فراہم کیا۔ لہٰذا راحیل-نواز حکومت کا ہندو ریاست کو پاکستان میں بدامنی کا ذمہ دار قرار دینا درحقیقت بل واسطہ یہ اقرار ہے کہ امریکہ ہی پاکستان میں بدامنی کی اصل وجہ ہے اور یہی حقیقت ہے۔ اور چونکہ پاکستان میں بدامنی اور تخریبی کاروائیوں کا اصل ذمہ دار امریکہ ہے تو جب تک امریکہ اور بھارت کو دشمن قرار دے کر ان سے دشمنوں جیسا سلوک نہیں کیا جاتا پاکستان میں امن کیسے قائم ہو سکتا ہے؟

حزب التحریر ولایہ پاکستان، پاکستان کے مسلمانوں اور افواج کے سامنے یہ واضح اعلان کرتی ہے کہ امریکہ اسلام اور مسلمانوں کا دشمن ہے۔ اگر دشمن کو اپنے گھر میں داخل ہونے اور آزادانہ گھومنے پھرنے اور اپنے گھر کے دروازے، یعنی افغانستان میں اسے قدم جمانے کے لئے مدد و معاونت فراہم کی جائے گی تو پاکستان میں کبھی امن قائم نہیں ہو سکتا۔ پاکستان میں امن کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ امریکہ سے اتحاد توڑا جائے اور اس کی موجودگی کا خاتمہ کر دیا جائے جو صرف خلافت ہی کرے گی۔ لہٰذا مسلمانوں کے جان ومال کے تحفظ، انہیں امریکہ کی غلامی سے نکالنے اور اسلام کے نفاذ کے لئے، افواج پاکستان میں موجود مخلص افسران پر لازم ہے کہ وہ نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام کے لئے حزب التحریر کو نصرۃ فراہم کریں۔ اور پھر خلافت پاکستان اور خطے کے مسلمانوں کو امریکہ کی مسلط کی ہوئی جنگ اور اس کے نتیجے میں ہونے والی تباہی وبربادی سے نجات دلائے گی۔

يٰأَيُّهَا ٱلَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَتَّخِذُواْ بِطَانَةً مِّنْ دُونِكُمْ لاَ يَأْلُونَكُمْ خَبَالاً وَدُّواْ مَا عَنِتُّمْ

"اے ایمان والو! تم اپنا دوست ایمان والوں کے سوا اور کسی کو نہ بناؤ۔ دوسرے لوگ تمہاری تباہی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔ وہ تو چاہتے ہیں کہ تم دکھ میں مبتلا ہو" (آل عمران: 118)

میڈیا آفس حزب التحریر ولایہ پاکستان

9 اگست 2016 بمطابق 6 ذوالقعدۃ 1437 ہجری

ڈاکٹر افتخار کے زندگی خطرے میں ہے

پریس ریلیز

راحیل-نواز حکومت پاکستان میں خلافت کے ایک مشہور و معروف داعی کے خلاف ظلم و جبر میں نئی پستیوں میں گر گئی ہے۔ ڈاکٹر افتخار کو السر کی شدید تکلیف تھی جو قید کی وجہ سے مزید بڑھ گئی۔ کئی مہینوں کی زبردست کوششوں کے بعد ہفتہ 6 اگست 2016 کو لاہور سروسز ہسپتال میں ایک طویل آپریشن ہوا جس میں ڈاکٹر افتخار کی آنت کا ایک حصہ نکال دیا گیا۔ آپریشن کے بعد اگرچہ وہ بے ہوش تھے لیکن حکومت کے غنڈوں کی یہ خواہش تھی کہ انہیں فوری زنجیروں سے باندھ دیا جائے۔ آپریشن کے بعد ان کی حالت انتہائی تشویش ناک تھی کیونکہ اندرونی زخموں سے خون بہنا شروع ہوگیا تھا اور اب ان کے زخم میں انفیکشن بھی ہوگیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود جیل کی انتظامیہ نے ہسپتال کا دورہ کیا اور سرجری کے پروفیسر کے اس بات پر زور دینے کے باوجود کہ آپریشن کے بعد انہیں کم از کم تین ہفتوں کے لئے مکمل نگہداشت کی ضرورت ہے، جیل انتظامیہ نے ڈاکٹر افتخار کو واپس جیل لے جانے کا مطالبہ کیا۔ 11 اگست 2016 کو پولیس نے ہسپتال میں موجود ایک ڈاکٹر پر حملہ کیا جو ڈاکٹر افتخار کا معائنہ کرنے آئے تھے۔ پھر حکومت کے ایک سینئر غنڈے نے، جو کہ انسپکٹر جنرل کا عہدہ رکھتا ہے، زبردستی ڈاکٹر افتخار کو میڈیکل وارڈ میں لے گیا جبکہ انہیں ابھی سرجیکل وارڈ میں رکھا جانا انتہائی ضروری ہے۔ اور اب حکومت کے غنڈے ان کے ضروری طبی ٹیسٹ جیسا کہ الٹرا ساؤنڈ سکین، خون میں سفید خلیوں کی تعداد، ہوموگلوبین اور زخم کا کلچر نہیں ہونے دے رہے جو ان کے علاج کے لئے انتہائی ضروری ہیں۔ ان تمام باتوں کے نتیجے میں ڈاکٹر افتخار کی زندگی خطرے کا شکار ہوگئی ہے اور اگر انہیں کچھ ہوا تو اس کی تمام تر ذمہ داری راحیل-نواز حکومت پر ہوگی۔

ہم صحافیوں، ججوں، وکلاء اور انسانی حقوق کے نمائندوں میں موجود ان لوگوں سے جو درد دل رکھتے ہیں یہ سوال کرتے ہیں کہ وہ کب تک خلافت کے داعیوں پر روا رکھے جانے والے غیر انسانی سلوک پر خاموش رہیں گے؟ کیا ہمارے ججوں پر یہ لازم نہیں کہ وہ اسلام کی بنیاد پر فیصلے کریں اور ان لوگوں کو رہا کریں جو اپنے رب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دین کی طرف بلاتے ہیں بجائے اس کے کہ وہ اس غیر انسانی سلوک کا شکار ہوتے رہیں؟ کیا میڈیا پر یہ ذمہ داری عائد نہیں ہوتی کہ وہ اس ملک میں جو اسلام کے نام پر قائم کیا گیا تھا خلافت کے قیام کا مطالبہ کرنے والے مسلمانوں کے خلاف ہونے والے ظلم کی مذمت کرے؟ وہ لوگ جو درد دل رکھتے ہیں انہیں چاہیے کہ وہ حق کے لئے کھڑے ہوں اور جابروں کو واضح طور پر بتا دیں کہ آپ مسلمانوں کے خلاف ان کے غیر انسانی عمل کو مسترد اور اس کی مذمت کرتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں، **وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَنْ يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ** "یہ لوگ ان مسلمانوں (کے کسی اور گناہ کا) بدلہ نہیں لے رہے تھے، سوائے اس کے کہ وہ اللہ غالب لائق حمد کی ذات پر ایمان لائے تھے" (البروج:8)۔

آخر میں ہم اس ظالم حکومت، اس کے حکمرانوں، اس کے پورے ڈھانچے اور اس کے غنڈوں سے اور ان سے جو خود کو سیکیورٹی ایجنسی کہتے ہیں لیکن اسلام اور اس کے داعیوں سے دشمنی رکھتے ہیں، اور ان ججوں سے جو جابر کے ساتھ مل کر کام کرتے ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے مخلص بندوں پر ظلم کرتے ہیں، یہ کہتے ہیں کہ ڈاکٹر افتخار اور حزب التحریر کے باقی تمام شباب نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے وعدہ کیا ہے اور قسم کھائی ہے کہ وہ اس دین کے لئے آخری حد تک جائیں گے اور نبوت کے طریقے پر خلافت راشدہ قائم کریں گے جس کی رسول اللہ ﷺ نے بشارت دی ہے۔ تو جان لو اے مجرم حکمرانوں اور عدلیہ اور ایجنسیوں میں موجود حکمرانوں کے جرائم میں معاونت کرنے والو، کہ تمہارے قابل مذمت اقدامات نہ تو ڈاکٹر افتخار کے ارادے کو توڑ اور نہ ہی خلافت کی جانب بڑھتے قدم روک سکیں گے کیونکہ تم ان لوگوں کا سامنا کر رہے ہو جو شہادت اور جنت الفردوس کی شدید خواہش رکھتے ہیں۔ اور جب بہت جلد انشاء اللہ، خلیفہ تمہیں پکڑے گا اور تم نے جو جو نقصان اس امت اور اس کے بیٹوں کو پہنچایا ہے اس کا بدلہ تم سے لے گا تو اس وقت تمہیں چھپنے کے لیے کوئی جگہ نہیں ملے گی کیونکہ اس وقت وائٹ ہاوس کے دروازے بھی تم پر بند ہو چکے ہوں گے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے گناہوں پر ملنے والی سزا میں کچھ کمی ہو جائے تو ڈاکٹر افتخار کو فوری رہا کر دو ورنہ ہم تمہیں یاد دہانی کراتے ہیں اگر تم بھول گئے ہو کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں،

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ

"جنہوں نے ظلم کیا ہے وہ بھی ابھی جان لیں کہ کس کروٹ الٹتے ہیں" (الشعراء:227)

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس

11 اگست 2016 بمطابق 8 ذوالقعدۃ 1437 ہجری

اتحادی افواج کی جانب سے غلطیوں کا اعتراف؛ کیا یہ اعلیٰ ظرفی ہے یا ایک جرم؟

پریس ریلیز

اتحادی افواج میں شامل فرانسیسی جنگی طیاروں نے 19 جولائی 2016 کو شام کے شہر منبج کے شمال میں واقع گاؤں طوخان الکبریٰ میں ایک بد ترین قتلِ عام کیا، جس میں 200 سے زائد لوگ مارے گئے جن میں زیادہ تر بچے، خواتین اور بزرگ شامل ہیں۔ اس قتل عام میں پورے کے پورے خاندان بھی قتل ہوگئے اور درجنوں افراد زخمی ہوئے۔ فرانسیسی جارحیت کا یہ مظاہرہ امریکی جنگی طیاروں کی جانب سے پیر 18 جولائی 2016 کو ہونے والی ظالمانہ جارحیت کے صرف ایک دن کے بعد ہوا، جس میں اسی طرح بے دردی سے منبج شہر پر بمباری کی گئی تھی اور خونیں قتل عام ہوا تھا۔ اس بمباری میں بھی بیس سے زائد شہری ہلاک اور درجنوں زخمی ہوئے تھے جبکہ متاثرین کی کثیر تعداد معصوم عورتوں اور بچوں کی تھی۔

ہفتہ 23 جولائی 2016 کو ذرائع ابلاغ نے اطلاع دی کہ روسی اور شامی حکومتوں کے فضائی حملوں میں 70 لوگ مارے گئے جن میں بچے بھی شامل تھے۔ یہ فضائی حملے شام کے مختلف علاقوں پر حملے ہوئے، خاص طور پر حلب، دوما، شیفونیہ، الریحان، کفربطنا، اور مشرقی غوطہ میں سقبا کے مختلف علاقے اور قصبے۔ ان تمام مہلک فضائی حملوں کے نتیجے میں اموات ہوئیں اور املاک اور عمارتوں کی بے تحاشا تباہی ہوئی جس نے بچاؤ، بحالی اور ملبہ سے زخمیوں اور لاشوں کو نکالنے کے کام کو انتہائی مشکل بنادیا۔

8 جون 2016 کو بین الاقوامی اتحاد نے اعلان کیا تھا کہ امریکہ کی پشت پناہی میں شامی افواج عنقریب ترک سرحد کے قریب شامی شہر منبج میں داخل ہونے میں کامیاب ہو جائیں گی۔ منبج کی اسٹریٹیجک اہمیت ہے کیونکہ یہ رسد کی مرکزی گزرگاہ شام اور ترکی کی سرحد کے ساتھ رقا میں داعش کے گڑھ پر واقع ہے۔

منبج کا شہر جو دو لاکھ کی آبادی پر مشتمل ہے پچھلے تقریباً پچاس دنوں سے اس ظالمانہ عسکری مہم کا سامنا کر رہا ہے جو کہ شامی جمہوری فوجوں (SDF) نے بین الاقوامی اتحادی طیاروں کی مدد سے ان کے خلاف شروع کی ہوئی ہے۔ اس مہم کے شروع ہونے کے بعد سے اتحادی حملوں میں اور ایس ڈی ایف کی بمباری یا پھر بارودی سرنگوں سے شہر میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد 800 شہداء سے تجاوز کر چکی ہے۔ شدید بمباری اور لڑائی کی وجہ سے لوگ اپنے متاثرین اور لاشوں کو نکالنے میں کامیاب نہ ہوئے اور مجبوراً اپنے مرحومین کو صحنوں میں دفنادیا!

جمعہ 22 جولائی کو اتحادی فوجوں نے اقرار کیا کہ انہوں نے منبج کے شہر پر تین دن تک کیے جانے والے فضائی حملوں میں ۵۰ شہریوں کا قتلِ عام کیا۔ تو کیا یہ اعتراف سوگواروں کی اذیت کو ختم کرے گا اور زخمیوں کے زخموں پر مرہم رکھے گا؟؟ اور کون کہتا ہے کہ ہر اعترافِ گناہ کے پیچھے نیک نیتی ہوتی ہے؟ یہ ایک جرم ہے، ایک انتہائی سنگین جرم!! اور کئی سال سے شام میں ان فوجوں کی جانب سے ہمارے لوگوں پر مظالم میں اضافہ ہوتا جارہا ہے، جس میں انہوں نے ان لوگوں پر تکلیفوں اور ظلم کے نت نئے طریقوں کو آزمایا۔ ان کا گھیراؤ کیا اور انہیں اپنی جگہ سے نکال باہر کیا، اور وہ جو بچ گئے فاقوں سے مر گئے، اور جو بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوئے لہروں کی نظر ہوگئے، یا تو ڈوب گئے یا پھر ایسے کیمپوں کے رہائشی بنے جو بہت سی بنیادی ضروریات کی کمی کی وجہ سے انسانی حیات کے لیے موزوں نہ تھے۔

کیا دنیا کے لیے مسلمانوں کی زندگیاں اس درجہ تک غیر اہم ہوگئی ہیں کہ ایک قاتل مسلمانوں کو سرِ عام قتل کرے، اور پھر تفتیش اسی کے زیرِ سایہ ہو کہ وہ اپنے آپ کو ملزم ٹھرائے اور پھر اقرار کرلے، افسوس اور مذمت کا اظہار کردے!! مسلمان حکمران کہاں ہیں جب ہمارے بچوں، عورتوں اور بزرگوں کے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے۔ فوجی اڈے ابھی بھی اتحادی طیاروں کے لیے کھلے ہیں کہ وہ آزادانہ پھریں کسی ڈر اور ذمہ داری کے بغیر؟ ہوٹلوں میں ٹھہرنے والی حزبِ اختلاف کہاں ہیں، کیا اس قتلِ عام کو دیکھنے کے بعد وہ ابھی بھی پر امید ہیں کہ دنیا کی سب سے بڑی دہشت گرد ریاست امریکہ کی زیرِ نگرانی ہونے والے مذاکرات سے کچھ حاصل ہوگا۔

اے شام کے معاملہ میں بڑی قوتوں کی مداخلت کی ضرورت پر زور دینے والو، کیا منبج کے واقع نے آپ پر واضح نہیں کر دیا کہ شکار کون ہے اور ظالم کون؟ کیا آپ ابھی بھی نو آبادیاتی طاقتوں سے نجات کی امید رکھتے ہیں جن کا اس کے سوا کوئی ارادہ نہیں کہ اپنا فائدہ حاصل کریں، اور اسلام اور مسلمانوں کو ختم کرنا ان کی سب سے بڑی خواہش ہے۔

بقیہ صفحہ 12 پر

اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا

شام کے شمال میں واقع شہر حلب میں مجاہدین اپنی ثابت قدمی اور مضبوط ارادے کی مدد سے ،کچھ ہی دنوں میں، ظلم و جبر اور ناانصافی کی قوتوں کے خلاف کامیابیاں حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ یہ کامیابیاں اس وقت حاصل ہوئیں جب کفر کے سربراہ امریکہ کی سربراہی میں عالمی اتحاد اور شام میں امریکہ کا جابر ایجنٹ بشار اور امریکہ کی اتحادی روسی ریاست مل کر مجاہدین کے ٹھکانوں اور شہریوں کو وحشیانہ بمباری کا نشانہ بنا رہے تھے تا کہ ان کے مضبوط ارادوں کو توڑا جاسکے۔ لیکن بین الاقوامی ظلم و جبر شام کے لوگوں کی استقامت اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لئے قربانی دینے کے جذبے کے سامنے بے بس اور لاچار ہوگیا۔ ان چند دنوں میں رونما ہونے والے واقعات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہم اتحادیوں اور ان کے آقا کے شکنجے سے کامیابی حاصل کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں اگر ہم اخلاص پر مبنی مضبوط ارادے کے ساتھ اللہ سبحانہ و تعالیٰ پر مکمل بھروسہ کریں۔

شام میں واقع شہر حلب کے اہم مقامات پر کنٹرول رکھنے والے مختلف گروہوں کے آپس کے اتفاق اور ہمارے لوگوں پر کئے گئے محاصرے کو ختم کرنے کے نتیجے میں ہم اس بات کے پہلے سے کہیں زیادہ قریب ہیں کہ تمام مخلص گروہ اُس بات پر متحد ہو جائیں جس سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ خوش ہوتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ متحد ہو کر نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام کی جدوجہد کرنا۔ مزید بر آں اِس آپریشن سے جڑے ہوئے گروہوں نے اُن لوگوں اور حمائتیوں سے تعلقات منقطع کر لئے ہیں جو اِن کے فیصلوں پر اثر انداز ہوتے تھے اور ایسی پابندیاں لگاتے تھے جن سے مجرم حکومت کو قائم و دائم رکھا جاسکے۔ اب پوری منصوبہ بندی اور نظم کے ساتھ اس مجرم حکومت کے خلاف کام کرو جس کے نتیجے میں یہ انتہائی تیزی سے اور جلدی گر جائے گی۔ اِس حکومت کے مرکز دمشق اور اس کے مضافات کے ساحلی علاقے کو نشانہ بناؤ اور جس طرح شمال میں مل کر حملہ کیا ویسے ہی جنوب میں بھی مل کر حملہ کرو۔ اُس وقت یہ بکھرے ہوئے گروہ ایک طوفان کی مانند سرمایہ دارانہ نظام کے کھوکھلے درخت کو جڑ سمیت اکھاڑ دیں گے اور اِس کی جگہ اسلام کا عظیم درخت مضبوطی سے زمین میں پیوست ہو جائے گا جو اللہ کے حکم سے ہمیشہ پھل دیتا رہے گا۔

> تم نے شام کے جابر پر دوزخ کے دروازے کھول دیے ہیں تو اب اسے بندمت کرنا، اور صابر رہو کیونکہ کامیابی صبر کا ہی نتیجہ ہے

اے سرزمین شام کے مجاہدو!

کفار اور جبر کی قوتیں تمہاری استقامت اور ثابت قدمی کے سامنے ڈھیر ہو گئی ہیں، تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو خود میں موجود خیر دکھا دو۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

"نہ تم سستی کرو اور نہ غمگین ہو، تم ہی غالب رہو گے اگر ایمان دار رہو"(آل عمران:139)

اور اب تم نے شام کے جابر پر دوزخ کے دروازے کھول دیے ہیں تو اب اسے بند مت کرنا، اور صابر رہو کیونکہ کامیابی صبر کا ہی نتیجہ ہے۔اور ایسے مسلمان ہونے کا مظاہرہ کرو جس طرح رسول اللہ ﷺ نے اپنی اس حدیث میں مسلمانوں کی تعریف بیان کی ہے:

المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضا

"یقیناً ایمان والے ایک عمارت کی طرح ہیں جس کا ہر حصہ دوسرے کو تقویت پہنچاتا ہے"(صحیح بخاری)۔

لہٰذا شام کے جابر اور اس کے آقاؤں کے خلاف ہر محاذ پر اعلان جنگ کر دو۔ اللہ کی قسم وہ اس حق کے سامنے کھڑے ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتے جس کی حمایت زمین و آسمان کا بادشاہ کر رہا ہو۔ جابر کے پیروں کے نیچے آگ لگادو اور شام کے مبارک انقلاب کو اللہ کے دشمنوں کے لئے ایک ایسا سبق بنادو کہ وہ شیطان کے وسوسے بُھول جائیں۔ تم صحابہ رضی اللہ عنہم کی نسل سے ہو اور تم سعد اور عبیدہ کی نسل سے ہو اور تم وہ ہو جو ایک بار پھر روشن سیاہی سے تاریخ رقم کرو گے۔

اسلام کے دل، شام کے مسلمانو!

تم نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ مغرب ہمارے خلاف یکجا ہے اور مذاکرات کی بھول بھلیوں میں لے جا کر کس شدومد سے ہمارے انقلاب کے اسلامی پہلو کو ختم کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

بقیہ صفحہ 7 پر

سوال وجواب: دلیل کی تعریف میں المطلوب الخبری کا مطلب

سوال:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جلیل القدر امیر اللہ آپ کی حفاظت کرے،

اصول کی ادلہ (ثبوت) کی تعریف میں آیا ہے: وہ جس کے ذریعے (یقینی) علم سے مطلوب خبری تک پہنچا جائے۔۔۔اور فروع کی ادلہ کی تعریف میں آیا ہے: وہ جس کے ذریعے صحیح نظر سے مطلوب خبری تک پہنچا جائے۔۔۔ ختم شد☆ مطلوب خبری سے کیا مقصود ہے؟۔

کیا 'الامارۃ' اس مسئلہ پر مشتمل ہوتا ہے جس پر دلیل قطعی طور پر دلالت کرے، اور اس مسئلے پر جس پر دلیل ظنی طور پر دلالت کرے، جو فہمِ دلیل اس مسئلے کے بارے میں مقدور بھر کوشش کرنے کے بعد حاصل ہو)؟ اللہ آپ کو بہترین جزا دے۔

ابو حنیفہ کی جانب سے

جواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اصولیوں کے نزدیک دلیل یہ ہے: "وہ جس کے ذریعے (یقینی) علم سے مطلوب خبری تک پہنچنا ممکن ہو" جبکہ فقہاء کے نزدیک دلیل یہ ہے: "وہ جس کے ذریعے صحیح نظر سے مطلوب خبری تک پہنچنا ممکن ہو"۔

"مطلوب خبری" کی اصطلاح ان دونوں تعریفوں میں "مطلوب تصوری" سے جدا کرنے کے لیے آئی ہے۔۔۔"مطلوب خبری" کے معنی کو سمجھنے کے لیے اصطلاح والوں سے رجوع کیا جائے گا، وہ مطلوب کی دو قسموں میں فرق کرتے ہیں: مطلوب تصوری اور مطلوب خبری۔۔ مطلوب تصوری: کسی شئے کی حقیقت کا ذہن میں تصور کرنا اس کی تعریف کے ساتھ۔

مثال کے طور پر: جب آپ کہتے ہیں "الکون" (کائنات) مفرد کلمہ ہے، اور آپ کہیں "مخلوق" ایک مفرد کلمہ کی طرح ہے، پس الکون کے معنی اور اس کی ماہیت کا تصور اور "مخلوق" کے معنی اور اس کی ماہیت کا تصور مطلوب تصوری میں داخل ہے۔۔۔مطلوب

> مطلوب خبری دو تصوراتی مطلوبوں پر مبنی ہے، پہلے آپ ذہن میں موجود کسی شے کی حقیقت کا تصور (سمجھتے) کرتے ہیں، پھر ذہن میں موجود کسی اور چیز کی حقیقت کا تصور (سمجھتے) کرتے ہیں، پھر ان میں سے ایک شے کو دوسری شے کی طرف سند کے طور پر منسوب کرتے ہیں

تصوری گویا مفرد کلمہ سے ہے۔۔۔ مگر ان مفرد الفاظ کے معنی کے تصور کے بعد اگر آپ ان میں سے ایک کی دوسرے کی طرف نسبت کریں جو ایسی نسبت ہو جس کی تصدیق اور تکذیب داخل ہو اور آپ کہیں مثال کے طور پر: "الکونُ مخلوق" (کائنات مخلوق ہے) تو آپ نے یہاں "مخلوق" کی خبر کو "الکون" کی طرف نسبت دی یعنی الکون کے بارے میں یہ خبر دی کہ وہ مخلوق ہے۔

دوسرے الفاظ میں آپ نے اس قضیئہ کو ثابت کیا اور اس کی تصدیق کی (یعنی ایمان لائے)، یعنی آپ نے صدق کا حکم لگایا، یہی مطلوب خبری ہے۔ اس کو مطلوب خبری کا نام اس لیے دیا گیا ہے کہ یہ جملہ اسمیہ یا جملہ فعلیہ سے خبر کو منسوب کرنے کی وجہ سے ہے، یوں یہ مرکب کے قبیل سے ہے مفرد کے قبیل سے نہیں۔۔۔

مثلاً الخمر حرام (شراب / نشہ آور شے حرام ہے)، ان مفرادات میں سے ہر ایک کے معنی کا الگ الگ تصور کرنا یعنی آپ خمر کے معنی کو جانتے ہیں کہ وہ مشروب جو نشہ آور ہے۔ اس تعریف سے حلال یا حرام کا علم نہیں ہوتا یعنی حکم معلوم نہیں ہوتا، بلکہ یہ ذہن میں معنی کا تصور ہے۔۔۔اسی طرح حرام کے معنی کو سمجھنا کہ ممنوع ہے، یہ مفرد کلمے کا معنی حکم نہیں بلکہ یہ ذہن میں تصور اور تعریف ہے۔۔۔

یوں ہر مفرد کلمہ جس کو کسی اور سے مربوط کیے بغیر اکیلے تعریف کیا گیا، مطلوب تصوری ہے۔

مگر ان میں سے ایک کو دوسرے کی طرف منسوب کیا گیا اور کہا کہ: "الخمر حرام" (شراب حرام ہے)۔۔۔ آپ نے اس قضیہ "مرکب" کی تصدیق کی، آپ نے حکم لگایا کہ شراب فعلاً حرام ہے یا آپ نے اس قضیہ کا انکار کیا کہ شراب حرام نہیں، ان دونوں حالتوں میں اس کو مطلوب خبری کا نام دیا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر: "زیدٌ قائم" (زید کھڑا ہے)۔ اگر آپ نے زید کا معنی سمجھا کہ ایک متعین شخص ہے اور

قائم یعنی اپنے پاؤں پر کھڑا ہے اس کو تصور کا نام دیا جاتا ہے۔ اگر آپ نے حکم لگایا کہ زید کھڑا ہے یعنی اس قضیہ کے مضمون کی تصدیق کی یا یہ حکم لگایا کہ زید کھڑا نہیں ہے یعنی آپ نے قضیے کے مضمون کو جھٹلایا تو اس کو بھی مطلوب خبری کا نام دیا جاتا ہے۔

اس لیے مطلوب خبری دو تصوراتی مطلوبوں پر مبنی ہے، پہلے آپ ذہن میں موجود کسی شے کی حقیقت کا تصور (سمجھتے) کرتے ہیں، پھر ذہن میں موجود کسی اور چیز کی حقیقت کا تصور (سمجھتے) کرتے ہیں، پھر ان میں سے ایک شے کو دوسری شے کی طرف سند کے طور پر منسوب کرتے ہیں یعنی جملہ اسمیہ یا فعلیہ کے ذریعے اور اس پر اثبات یا نفی کا حکم لگاتے ہیں، تصدیق یا تکذیب کرتے ہیں، درست یا غلط قرار دیتے ہیں، تنفیذ یا عدم تنفیذ کی بات کرتے ہیں، یہ اسنادی نسبت ہی مطلوب خبری ہے۔۔۔

"مطلوب خبری" مرکب کے قبیل سے ہے جس تک دلیل کے ذریعے پہنچا جاتا ہے، چاہے دلیل قطعی ہو یا ظنی، عقلی ہو یا نقلی، آپ کا یہ کہنا کہ "الکون مخلوق" (کائنات مخلوق ہے) مطلوب خبری ہے جس تک آپ دلیل سے پہنچے ہیں۔۔۔

آپ کا یہ کہنا کہ "الخمر حرام" (شراب حرام ہے) مطلوب خبری ہے جس تک آپ دلیل سے پہنچے ہیں۔۔۔ آپ کا یہ کہنا کہ زید قائمٌ مطلوب خبری ہے جس تک آپ دلیل سے پہنچے ہیں۔۔۔

جہاں تک مطلوب تصوری کی بات ہے یہ مفرد کے قبیل سے ہے جس تک دلیل کے ذریعے نہیں پہنچا جاتا، بلکہ یہ مفرد کلمہ کی حقیقت اور معنی کا فہم ہے مثلا:

"الکون مخلوق" (کائنات مخلوق ہے) کو ثابت کرنے کے لیے دلیل ضروری ہے کیونکہ آپ پوچھ رہے ہیں کہ: کائنات کی مخلوق ہونے کی کیا دلیل ہے؟۔۔۔ مگر یہ نہیں پوچھ رہے ہیں کہ الکون کی کیا دلیل ہے؟

> "مطلوب خبری" مرکب کے قبیل سے ہے جس تک دلیل کے ذریعے پہنچا جاتا ہے، چاہے دلیل قطعی ہو یا ظنی، عقلی ہو یا نقلی، آپ کا یہ کہنا کہ "الکون مخلوق" (کائنات مخلوق ہے) مطلوب خبری ہے جس تک آپ دلیل سے پہنچے ہیں

کیونکہ یہ درست نہیں۔۔۔ہاں یہ پوچھ سکتے ہیں کہ: الکون کا معنی کیا ہے یا الکون کی تعریف کیا ہے؟

اس بنا پر اصولیین کے ہاں دلیل کی تعریف میں کہا جاتا ہے کہ: وہ جس کے ذریعے "مطلوب خبری" کے (یقینی) علم تک پہنچا جاتا ہے۔۔۔اور فقہاء کے نزدیک: وہ ہے جس میں صحیح نظر سے مطلوب خبری تک پہنچا جاتا ہے۔۔۔یہ مطلوب تصوری سے جدا کرنے کے لیے ہے کیونکہ اس کے لیے دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ معنی یا حقیقت کی معرفت کی ضرورت ہوتی ہے۔

رہی بات الامارۃ کے بارے میں آپ کے سوال کی۔۔۔

تو فقہاء دلیل اور الامارۃ میں کوئی فرق نہیں کرتے، ان کے نزدیک دلیل میں قطعی اور ظنی شامل ہوتے ہیں، یعنی یہ ظنی مسائل اور قطعی مسائل پر منطبق ہوتی ہے۔۔۔

جبکہ اصولیوں میں سے ایک فریق دلیل اور الامارۃ میں فرق کرتا ہے، ان لوگوں کے نزدیک دلیل صرف وہ ہے جو قطعی ہے اور جو ظنی ہو اس کو دلیل نہیں الامارۃ کہا جاتا ہے۔۔۔ اس لیے اصولیوں کے نزدیک الامارۃ صرف ظنی مسائل میں ہوتا ہے قطعی مسائل اس میں شامل نہیں ہوتے ہیں۔۔۔

یاد رہے کہ لغت میں کبھی الامارۃ کو علامت کا نام دیا جاتا ہے جب وہ اس مدلول علیہ شئے سے الگ نہ ہوتا ہو جیسے الف اور لام (حروف) کا اسم پر دلالت کرنا جو اس سے جدا نہیں ہوتے اور اس کی علامت ہیں۔

اگر مدلول علیہ شئی سے جدا ہو جیسے بارش کا بادل سے الگ ہونا تب اسے الامارۃ کا نام دیا جاتا ہے، دلیل الامارۃ اور علامت کے برخلاف ہے۔

آپ کا بھائی عطاء بن خلیل ابو الرشتہ

26 شعبان 1437 ہجری

2 جون 2016

> رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنا افضل ترین جہاد ہے" (مسند احمد)

سوال وجواب: اصول فقہ میں خبر اور انشاء

سوال:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

شیخ تقی الدین رحمۃ اللہ کی کتاب اصول الفقہ میں، ابن النجار رحمۃ اللہ کی کتاب الکوکب المنیر میں اور اسی طرح عقیدے کے اصول کی دوسری کتابوں میں خبر اور انشاء میں تفریق کی گئی ہے۔ دونوں کتابوں میں طلاق اور ظہار (اسلام سے قبل طلاق دینے کا ایک طریقہ) کو انشاء کی مثال کے طور پر پیش کیا گیا ہے جیسا کہ علامہ ابن النجار اور دوسروں نے کہا ہے کہ ظہار کی اصل خبر ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ: مجھے خبر اور انشاء میں فرق سمجھنے میں دشواری ہے۔ ختم شد۔

حمزہ شہادہ کی جانب سے

جواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ،

جی ہاں شخصیہ جزو تین میں خبر اور انشاء کا ذکر ہے۔ اسی طرح الکوکب المنیر میں بھی، طلاق اور ظہار کا ذکر ہے۔ مسئلہ یوں ہے کہ:

1۔ خبر وہ مرکب کلام ہے جو کسی معاملے کے متعلق تصدیق اور تکذیب (انکار) کرتا ہے لیکن کسی چیز کا تقاضا نہیں کرتا۔۔۔ جبکہ انشاء وہ مرکب کلام ہے جو تصدیق اور تکذیب نہیں کرتا بلکہ کرنے یا نا کرنے کو قبول کرتا ہے، کیونکہ وہ کسی چیز کے بارے میں خبر نہیں دیتا بلکہ اس کو ادا کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔

مرکب کلام ہونے کا یہ معنی ہے کہ یہ اسنادی جملہ ہے جس میں مسند اور مسند الیہ ہے چاہے اسمیہ ہو یا فعلیہ۔۔۔ یہ اس لیے کہ لغت میں مرکب وہ ہے جس کا جزو معنی کے جزو پر دلالت کرے، مثلاً "قام زید" ایک جملہ فعلیہ ہے جس میں فعل اور فاعل ہے، اس کے تمام اجزا "قام" اور "زید" جملہ کے معنی کے جزو پر دلالت کرتے ہیں۔۔۔ اسی طرح جملہ اسمیہ مثال کے طور پر "هذا البيت جميل" اس جملہ کے تمام اجزا اس کے معنی کے اجزا پر دلالت کرتے ہیں۔

پھر اگر یہ مرکب کلام تصدیق اور تکذیب کو قبول کرتا ہو یعنی کسی چیز کی خبر دیتا ہو اور کسی چیز کو طلب نہ کرتا ہو تو یہ خبر ہے مثلاً "جاء حسن من المدينة" (حسن شہر سے آیا ہے)، یہ خبر ہے جس کی تصدیق اور تکذیب ممکن ہے۔ دلائل کے مطابق حسن کے آنے کی تصدیق یا تکذیب کی جا سکتی ہے، جبکہ اس کے ساتھ کسی چیز کا مطالبہ نہیں کیا گیا۔

مگر جب کلام تصدیق اور تکذیب نہ کرتا ہو اور کسی چیز کی خبر نہ دیتا ہو اور کرنے یا نا کرنے کو قبول کرتا ہو یعنی کسی چیز کو طلب کرتا ہو تو یہ انشاء ہے، مثال "قم فصل" (کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو) یہ کوئی ایسی خبر نہیں کہ جس کی تصدیق یا تکذیب کی جا سکے بلکہ یہ نماز قائم کرنے کا مطالبہ ہے، یعنی کسی چیز کو ادا کرنے کا۔ اس کے جواب میں مخاطب اپنے دلائل کے مطابق نماز ادا کرے گا یا نہیں کرے گا۔

اس کے علاوہ طلب، زبان کے تقاضے کے مطابق جملے کے ڈھانچے میں سے نکل سکتی ہے جب وہ استعلاء کے طور پر اوپر سے نیچے کی طرف ہو یعنی حقیقی طلب ہو، تو اس کو امر (حکم) کہا جاتا ہے، اور یہی احکام شرعیہ کے استنباط کا محل ہے۔۔۔ اگر اس طرح نہ ہو جیسے استفہام (سوال)، التماس (درخواست)، تنبیہ (خبردار) اور جو اس کے ماتحت ہیں جیسے ترجی اور تمنی (امید / خواہش) وغیرہ، تو یہ احکام شرعیہ کے استنباط کا محل ہی نہیں کیونکہ ایسا ہونے کے لیے قرینے کی ضرورت ہے۔ اس سب کی تفصیل شخصیہ جزو تین میں کتاب اور سنت کی اقسام–امر اور نہی میں ہے۔۔۔

2۔ یہ تو لغت میں خبر اور انشاء کی اصل کے حوالے سے تھا۔۔۔ مگر قرینہ کے ذریعے خبر کو طلب کے لیے استعمال کرنا ممکن ہے اسی کو فقہ میں: 'خبر بمعنی طلب' کہا جاتا ہے۔ اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے، وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا "اللہ کفار کو ایمان والوں پر کوئی اختیار نہیں دیتا" (النساء: 141)۔

یہ لغت کے اعتبار سے خبر ہے مگر یہ طلب کا فائدہ دیتی ہے یعنی مسلمانوں کے لیے یہ حرام ہے کہ وہ کافروں کو اپنے اوپر بالادستی دیں۔۔۔ اسی طرح اوپر انشاء کا تذکرہ گزرا ہے جو لغت میں اپنے اصل کے اعتبار سے انشاء ہے، مگر یہ ممکن ہے کہ انشاء حقیقی طلب کا فائدہ نہ دے مثلاً: الا ليت الشباب يعود يوما "کاش کسی دن جوانی لوٹ آتی" یہ انشاء ہے مگر یہ حقیقی طلب کا فائدہ نہیں دیتی بلکہ یہ تمنی ہے۔

احکام شرعیہ زیادہ تر ان نصوص سے مستنبط کیے جاتے ہیں جو بطور انشاء ہوں اور طلب کا فائدہ دیتے ہوں مثال کے طور پر اللہ کا فرمان، وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ "اور نماز قائم کرو"۔ اور کبھی کبھی اس خبر سے مستنبط کیے جاتے ہیں جو طلب کے معنی میں ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے، وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا "اللہ کفار کو ایمان والوں پر کوئی اختیار نہیں دیتا" (النساء: 141)۔

شخصیہ میں اسی معنی کا ذکر ہے:"۔۔۔پھر کتاب اور سنت دونوں کی تقسیم خبر اور انشاء میں ہوتی ہے مگر اصول کے استاد خبر پر نہیں انشاء پر ہی نظر رکھتے ہیں کیونکہ زیادہ تر خبر میں حکم کا ثبوت نہیں ہوتا۔۔۔"۔

یہ ہے فرق خبر اور انشاء کے مابین۔۔۔اور احکام شرعیہ کا استنباط زیادہ تر انشائی نصوص سے ہوتا ہے جو حقیقی طلب کا فائدہ دیتے ہیں مگر کبھی کبھی خبری نصوص سے بھی جب ایسا قرینہ موجود ہو کہ خبر طلب کے معنی میں ہے۔ یہ سب اس لیے کہ حکم شرعی کی تعریف یہ ہے کہ:"بندوں کے افعال سے متعلق شارع کا خطاب بطور اقتضا یا وضع یا تخییر کے" یعنی یہ کسی بھی طرح بندوں سے مطالبہ ہے، اس لیے اگر نص میں ایسی کوئی دلالت نہ ہو جو طلب کا فائدہ دیتی ہو جیسا کہ ہم نے اوپر واضح کیا ہے تو وہ نص حکم شرعی کے استنباط کا محل ہی نہیں ہو گی۔

3۔ رہی بات طلاق اور ظہار کے بارے میں آپ کے سوال کی کہ کیا یہ خبر کی قبیل سے ہے یا انشاء کی، تو اس کا بیان یوں ہے:

طلاق:

شخصیہ جزو تین صفحہ 161 میں آیا ہے کہ "عقود کے صیغے جیسے 'بعت' اسی طرح فسوخ جیسے 'فسخت، اعتقت، طلقت' (میں نے ختم کیا، میں نے آزاد کیا یا طلاق دی) اور جو بھی ان جیسا ہے، لغت میں صرف خبر کے لیے ہیں۔ یعنی لغت میں اصلاً ہی خبر دینے کے لیے ہیں انشاء کے لیے نہیں۔ شرع میں یہ خبر کے لیے استعمال ہوتے ہیں اور اگر ان کو شرع میں ایسے حکم کو وجود میں لانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جو انشاء کے لیے منقول ہو تو انہیں انشاء کی جانب موڑ دیا جاتا ہے نا کہ خبر کی جانب"۔

کتاب الکوکب المنیر میں ہے کہ:"ہمارے مذہب اور اکثر علماء کے مذہب سے صحیح کی دلیل: عقد اور فسخ کے صیغے اور ان جیسے دوسرے جن کے معنی ان کے لفظ کے وجود کے ساتھ ہو جیسے بعت (میں نے بیچا)، اشتریت (میں نے خریدا)، اعتقت (میں نے آزاد کیا)، طلقت (میں نے طلاق دی/چھوڑ دیا)، فسخت (میں نے ختم کیا) وغیرہ جو اس کے مشابہ ہیں جن سے انشاء کے احکام نکلتے ہیں"

اس کے علاوہ کویتی فقہی انسائیکلوپیڈیا میں ہے:"فقہاء کی رائے یہ ہے کہ طلاق میں صریح الفاظ کا مادہ 'طلق' ہے یا جو لغت اور عرف کے لحاظ سے اس سے مشتق ہو مثلاً: طلقتني (میں نے تمہیں طلاق دی) انت طالق، مطلقة (تمہیں طلاق ہوئی)"۔

اس کا معنی یہ ہے کہ عقود کے صیغے لغت کے لحاظ سے خبر ہیں۔ مثال کے طور پر اگر ایک آدمی کپڑا فروخت کر رہا ہو اور آپ آگے بڑھ کر اس سے کہتے ہیں، بکم هذا الثوب؟ (یہ کپڑا کتنے کا ہے؟)۔ وہ کہتا ہے بیس روپے۔ آپ کہتے ہیں، میں نے یہ خرید لیا۔ یہاں میں نے خرید لیا فعل ماضی کا صیغہ ہے جو کہ خبر کا فائدہ دیتا ہے کہ خریداری ماضی میں مکمل ہو چکی ہے حالانکہ یہاں عقد میں فی الحال انشاء ہے ماضی نہیں، یعنی لفظ اشتریت لغت میں ماضی میں خریدنے کے بارے میں خبر ہے مگر یہاں عقد میں یہ حال کے بارے میں انشاء ہے۔ شخصیہ میں جو ہے اس کا یہی معنی ہے: "اگر شرع میں اسے حکم کے لیے استعمال کیا جائے تو یہ انشاء کے لیے منقول ہوا" اور الکوکب المنیر میں جو آیا ہے اس کا معنی یہ ہے:"۔۔۔ عقد اور فسخ کے صیغے اور ان جیسے۔۔۔ اُن میں سے ہیں جن سے احکام مستنبط کیا جاتا ہے جیسے انشاء"۔

سارے عقود کے صیغوں کی یہی مثال ہے۔ مثال کے طور پر اگر ایک آدمی نے اپنی بیوی سے کہا: "انی طلقتک" (یقیناً میں نے تمہیں طلاق دی)، تب یہاں لفظ طلقتک فعل ماضی ہے جو ماضی میں طلاق کی خبر دیتا ہے یعنی لغت میں یہ خبر ہے مگر شرع میں جب طلاق کے حکم کو وجود میں لانے کے لیے استعمال کیا جائے تو یہ انشاء کی طرف منتقل ہو گا۔۔۔

ب۔ ظہار (اسلام سے قبل طلاق دینے کا طریقہ جس میں بیوی سے یہ کہا جاتا تھا کہ تم میری ماں کی طرح ہو):

الکوکب المنیر کی شرح مختصر التحریر میں ہے کہ ظہار کے خبر یا انشاء ہونے میں اختلاف ہے اور کہتا ہے کہ:" القرافی نے کہا: بعض دفعہ اس کے انشاء ہونے کا وہم کیا جاتا ہے مگر ایسا نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ظہار کرنے والے کے جھوٹ کی طرف اپنے اس فرمان میں تین بار اشارہ فرمایا:

مَا هُنَّ أُمَّهَاتِهِمْ إِنْ أُمَّهَاتُهُمْ إِلاَّ اللاَّئِي وَلَدْنَهُمْ وَإِنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مُنْكَرًا مِنْ الْقَوْلِ وَزُورًا وَإِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ

"وہ ان کی مائیں نہیں، ان کی مائیں تو وہ ہیں جن سے یہ پیدا ہوئے، یہ منکر اور جھوٹی بات کرتے ہیں اور اللہ ہی معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے" (المجادلہ 2:)

بقیہ صفحہ 11 پر

ترکی کی ناکام فوجی بغاوت کے حوالے سے کچھ عمومی حقائق

سوال:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ،

اگرچہ ابھی صرف ایک دن یا اس سے کچھ زیادہ عرصہ ہی گزرا ہے، لیکن مجھے امید ہے کہ ترکی میں ہونے والی بغاوت کی کوشش کی وضاحت ملے گئی چاہے وہ کچھ عمومی حقائق ہی کیوں نہ ہوں۔ اس بغاوت کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے؟ کیا واقعی گولن تحریک نے اس بغاوت کو برپا کیا؟ یا فوج میں موجود برطانیہ کے وفادار اس کے ذمہ دار ہیں؟ اور اب اس ناکام بغاوت کے بعد کیا متوقع ہے؟۔ اللہ آپ کو اس کا اجر دے۔

جواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

جو کچھ 15 اور 16 جولائی کو ہوا اس کا تجزیہ کرنے کے بعد اس بات کا زیادہ امکان ہے کہ جنھوں نے بغاوت کی کوشش کی وہ برطانیہ کے وفادار افسران تھے جو خود کو خطرے میں گھرا محسوس کر رہے تھے۔ اس تجزیے کی وجوہات مندرجہ ذیل حقائق ہیں:

1۔ کیا وہ افسران خطرے میں تھے کیونکہ اعلیٰ ترکی فوجی کونسل (YAS) ایک عرصے سے جولائی کے مہینے کے آخری دنوں یا اگست کے شروع کے دنوں میں اپنا اجلاس کرتی چلی آئی ہے۔ اس کونسل میں کئی حکام موجود ہیں اور ان کا فوج پر بہت اثر ہوتا ہے۔ اسی لیے اس کے اجلاس وزیر اعظم کی صدارت میں انقرہ کے جنرل سٹاف ہیڈ کوارٹر میں ہوتے ہیں، جس میں وزیر دفاع، چیف آف سٹاف، زمینی افواج کے کمانڈر، فضائی فوج کے کمانڈر، بحری فوج کے کمانڈر، جینڈرمریا فورس کے کمانڈر، ڈپٹی چیف آف سٹاف اور اس کے ساتھ ساتھ ترک افواج کے اعلیٰ افسران جو اس کونسل کے رکن ہوتے ہیں، شرکت کرتے ہیں۔ اس کونسل کے سالانہ اجلاس میں جو معاملات زیر بحث آتے ہیں وہ یہ ہیں: اعلیٰ فوجی افسران کی ترقیاں، کچھ کمانڈروں کی مدت ملازمت میں توسیع، پینشن اور ترک افواج سے متعلق کئی امور کے ساتھ ساتھ فوجی افسران کو نامناسب طرز عمل پر فوجی ملازمت سے سبکدوش کرنے کے امور زیر بحث آتے ہیں۔ یہ اجلاس کئی روز جاری رہتا ہے اور اس کے فیصلوں کا اعلان مملکت کے صدر کو اس کی رپورٹ پیش کرنے

> ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جن افسران نے بغاوت کی کوشش کی وہ جانتے تھے کہ ان کی فوجی ملازمت کو خطرہ لاحق ہے اور ان کے خلاف فیصلہ لیا جانے والے ہے یا انہیں یہ خبر "پہنچا(لیک)" کردی گئی تھی

کے بعد کیا جاتا ہے۔ عموماً اس کونسل کے اجلاس کے اختتام کے بعد کئی اعلیٰ فوجی افسران کو سبکدوش کر دیا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر 2 اگست 2015 کو ہونے والے پچھلے اجلاس کے بعد جن لوگوں کی ملازمت ختم کردی گئی تھے ان میں اس وقت کے ترک فضائیہ کے سربراہ ایکن اوزترک بھی شامل تھے جن کے متعلق میڈیا میں یہ خبرے آرہی ہیں کہ وہ بھی دیگر سینئر فوجی کمانڈروں کے ساتھ موجودہ بغاوت کی سربراہی کر رہے تھے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جن افسران نے بغاوت کی کوشش کی وہ جانتے تھے کہ ان کی فوجی ملازمت کو خطرہ لاحق ہے اور ان کے خلاف فیصلہ لیا جانے والے ہے یا انہیں یہ خبر "پہنچا(لیک)" کردی گئی تھی اور انہوں نے کونسل کی جانب سے فیصلہ لیے جانے سے قبل ہی اس کو روکنے کی کوشش کی۔

2۔ بغاوت کرنے والے خطرہ مول لینے والے برطانیہ کے وفادار افسران تھے، یہ بات مشہور و معروف ہے کہ برطانیہ کے حامی افسران فوج کا مرکز ہیں اور امریکہ اس صورتحال کو ختم کرنے کی کوشش اوزل کی صدارت کے وقت سے کر رہا ہے لیکن اسے کامیابی نہیں ملی تھی۔ لہٰذا امریکہ نے اپنی توجہ کا مرکز پولیس اور داخلی سیکیورٹی کی فورسز کو بنایا اور اس کے بعد اردگان کے دور میں فوج میں داخل ہونے کی کوشش کی اور کسی حد تک کامیاب رہا۔ لیکن اس کے باوجود برطانوی وفادار موجود رہے، اگرچہ اردگان نے ان کے پَر کاٹ دیے لیکن انہیں ختم نہیں کیا اور اس میں وہ افسران بھی شامل تھے جنھوں نے موجود بغاوت کی کوشش میں حصہ لیا۔

لیکن کیا ان افسران کو برطانیہ کی مدد و حمایت حاصل تھی، تو اگر بغاوت کی اس کوشش کے منصوبے کا جائزہ لیں تو اس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ برطانیہ نے خود اس منصوبے کو نہیں بنایا بلکہ اس بات کے شواہد زیادہ سامنے آتے ہیں کہ افسران نے منصوبہ بنایا اور برطانیہ نے انہیں اس سے روکا نہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ اگر اس منصوبے کا قریب سے مشاہدہ کیا

جائے تو نظر آتا ہے کہ یہ منصوبہ برطانیہ کی چالاکی اور تدبیر سے خالی تھا۔ مثال کے طور پر بغاوت کرنے والوں نے اپنے بیان میں سیکولرازم کو اپنا محور و مرکز قرار دیا اور یہ انتہائی بے وقوفی تھی، اس لیے کہ اس وقت ترکوں میں اسلامی احساسات و جذبات پھیل رہے ہیں۔ لہٰذا سیکولرازم کا ذکر کر کے انہوں نے لوگوں کو متنفر کر دیا اور انہیں کمال اتاترک اور اس کے ساتھیوں کی یاد دلادی کہ کس طرح ان کے ادوار میں اسلام اور مسلمان جبر کے ماحول میں رہے اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف شدید کینہ پروری کا مظاہرہ کیا گیا۔ لہٰذا بغاوت کی کوشش کرنے والوں کی جانب سے سیکولرازم کا ذکر ایک انتہائی بے وقوفانہ عمل تھا جس نے لوگوں کو کمال اتاترک کی نفرت میں سڑکوں پر نکلنے پر مجبور کر دیا نہ کہ اردگان کی محبت میں۔ اس کے علاوہ بغاوت کی کوشش کرنے والوں نے بغاوت کے پہلے چند منٹوں میں بغاوت کے اعلان سے قبل اس بات کو یقینی نہیں بنایا کہ سیاست دانوں اور حکمرانوں کو گرفتار کر لیں جیسا کہ صدر اور حکومت، بلکہ بغاوت کا اس وقت اعلان کر دیا گیا جب حکمران اپنے منصبوں پر بیٹھے تھے۔ یہ اعمال ایسے ہی تھے جیسے ہنگامہ آرائی ہو جائے یا عوام کی حمایت کی بغیر اپنے شدید جذبات کا اظہار کر دیا جائے۔

بارحال یہ تمام حالات و واقعات اس بات کی جانب اشارہ کرتے ہیں کہ بغاوت کو شروع کرنے والے خطرہ مول لینے والے برطانیہ کے وفادار افسران تھے اور وہ یہ سب کچھ اس لیے کرنے پر مجبور ہوئے کہ وہ فوجی کونسل کی جانب سے اپنے خلاف فیصلے کو یقینی سمجھتے تھے۔ اس بات کے امکانات کم ہیں کہ بغاوت کی وجہ اس کے علاوہ کچھ اور تھی کیونکہ ایسی معلومات کا حصول انتہائی مشکل ہے۔

3۔ جہاں تک اس بغاوت کا الزام گولن پر لگانے کا تعلق ہے تو شاید ایسا کہنا درست نہیں کیونکہ گولن تحریک سول، عدلیہ اور رفاہی اداروں میں زیادہ متحرک اور وجود رکھتی ہے اور اس میں اس بات کی صلاحیت موجود نہیں کہ وہ بغیر استعماری حمایت کے بغاوت کی کوشش کر سکے۔ اس کے علاوہ یہ تحریک امریکہ کے احکامات کے مطابق چلتی ہے اور اس کی اجازت کے بغیر کوئی عمل نہیں کرتی۔ امریکہ اردگان پر مکمل یقین رکھتا ہے کہ وہی اس کے مفادات کو پورا کرنے کی مکمل اہلیت و صلاحیت رکھتا ہے خصوصاً خطے کی موجودہ صورتحال میں۔ شام کے مسئلے کے حل کے لئے ترکی امریکی ترکش کا آخری تیر ہے اور اردگان نے اپنی وہ خدمات پیش کی ہیں جو موجودہ صورتحال میں کوئی دوسرا نہیں کر سکتا جیسا کہ موجودہ شامی حکومت کے ساتھ تعلقات کو بحال کرنا جب ترک وزیر اعظم نے یہ کہا کہ، "ترکی شام کے ساتھ اپنے معمول کے تعلقات بحال کرلے گا"۔

امریکہ کے لئے گولن ایک فاضل پرزہ ہے جسے ضرورت پڑنے پر استعمال کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر گولن نے 2002 سے 2013 تک ہونے والے تین انتخابات میں اردگان کی جسٹس جماعت کی حمایت کی۔ ان کے درمیان مسائل اس وقت پیدا ہوئے جب گولن تحریک نے اردگان کی بدعنوانیوں کو اچھالنا شروع کیا اور اردگان نے گولن تحریک کے ایک حصے کو بند کر دیا۔ لہٰذا گولن ایک فاضل پرزہ ہے جسے اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب اس کی ضرورت ہو۔ استعماری طاقتوں کو اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا اگر ایک مقام پر ایک سے زائد ایجنٹ ہوں اور اگر وہ ایجنٹ آپس میں اختلاف کریں یہاں تک کہ آپس میں لڑ بھی پڑیں۔ اس کی مثال مصر کے سادات کی علی صابری گروہ کے ساتھ جھگڑے کی ہے۔ دونوں ہی امریکہ کے وفادار تھے لیکن سادات نے علی صابری گروہ کو گرفتار اور ختم کر دیا۔

لہٰذا گولن تحریک اس بغاوت میں ملوث نہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس تحریک سے منسلک افراد نے اپنی ذاتی حیثیت میں اس بغاوت میں حصہ نہ لیا ہو خصوصاً جبکہ اردگان نے ان کے خلاف بہت سخت اقدامات اٹھائے تھے اور انہیں شدید خوفزدہ کرنے کی کوشش کی تھی۔

4۔ یقیناً اردگان اس بات سے باخبر تھا کہ فوج میں برطانیہ کا اثر و رسوخ موجود ہے اگرچہ وہ پہلے سے کم ہو چکا ہے اور یہ کہ بغاوت کی کوشش کے پیچھے برطانیہ کے وفاداروں کا ہاتھ ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس نے گولن پر اس کی ذمہ داری ڈالی کیونکہ اردگان برطانیہ کے وفاداروں کو خاموشی سے ختم کرنا چاہتا ہے تاکہ وہ اس کے خلاف کھڑے نہ ہوں اور نہ ہی ان کے ساتھ کوئی کھڑا ہو۔ اور اس طرح اردگان ایک تیر سے دو شکار کرنا چاہتا ہے کہ گولن کو اس کا ذمہ دار قرار دے کر اپنے ایک سیاسی مخالف کو اور ساتھ ہی ساتھ فوج میں موجود برطانوی وفاداروں کو بھی ختم کر دے جو گولن سے زیادہ طاقتور ہیں۔

تو اس بغاوت کے متعلق یہ ہے ہمارا تجزیہ۔۔۔ بغاوت کو کامیاب بنانے کے لئے اچھا منصوبہ نہیں بنایا گیا تھا اور نہ ہی اس کا کوئی اچھا مقصد تھا بلکہ خود کو درپیش خطرے کو ختم کرنے کے لئے یہ کوشش کی گئی۔ اہم بات یہ نہیں کہ یہی رُک جائیں کہ کیا ہوا تھا بلکہ اہم بات یہ ہے کہ اس کے بعد کیا متوقع ہے۔

5۔ جو متوقع ہے وہ یہ کہ بغاوت کی اس کوشش کے اثرات دونوں فریقوں پر پڑیں گے:

جہاں تک امریکہ اور اردگان کا تعلق ہے تو وہ اس صورتحال سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے اور فوج میں موجود برطانوی عناصر کو ختم یا کم از کم ان کے اثرات کو انتہائی کم کرنے کی کوشش کریں گے۔ اسی لیے انہوں نے بغاوت کی کوشش کو جس حد تک ہو سکتا تھا بڑھا چڑھا کر پیش کیا تا کہ برطانوی عناصر کو بھرپور طریقے سے ختم کرنے کی کوششوں کا جواز موجود ہو۔ اور یقیناً اردگان بھی جس حد تک ممکن ہوا اس موقع کو اپنے مدمقابل گولن کو ختم کرنے کے لئے استعمال کرے گا یعنی جس حد تک امریکہ اجازت دے گا اور ہزاروں افراد کی گرفتاری سے یہ بات واضح بھی ہو چکی ہے۔

جہاں تک برطانیہ کا تعلق ہے تو اس نے مبینہ طور پر اس کی حمایت کی اور اگر اس نے بغاوت کے منصوبے کو بنانے اور اس پر عمل درآمد کرنے میں براہ راست کردار ادا نہ بھی کیا ہو لیکن اس نے اپنے لوگوں کو روکا بھی نہیں۔ لہٰذا اس بات کے امکان کو رد نہیں کیا جا سکتا کہ برطانیہ صورتحال کا قریب سے انتہائی غوروفکر سے جائزہ لے رہا ہو تا کہ وہ ایسا عمل کرے جس سے وہ اپنے لوگوں کی عزت کو بحال کروا سکے۔۔۔۔ اور اس بات کی امریکہ اور اردگان کو توقع ہے۔ لہٰذا اوباما نے نیشنل سیکیورٹی کونسل کا اجلاس ترکی کی صورتحال پر بحث اور آنے والے بین الاقوامی ردعمل سے قبل اس کی تیاری کرنے کے لئے بلایا یعنی یہ معاملہ امریکی نیشنل سیکیورٹی کے لئے بہت اہم ہے۔ اردگان نے بھی لوگوں کو میدانوں، ہوائی اڈوں اور مساجد میں رہنے کی تلقین کی تا کہ کسی بھی ممکنہ برطانوی حمایت یافتہ افراد اور ان کے حمایتیوں کے ردعمل کا مقابلہ کیا جا سکے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو کچھ ہوا وہ انتہائی تکلیف دہ ہے کیونکہ جو خون بہا وہ ہمارا خون ہے نا کہ برطانوی یا امریکی خون۔۔۔۔ اور جو عمارتیں، ہوائی اڈے اور دیگر املاک تباہ ہوئیں وہ ہمارے ملک میں ہوئیں نا کہ امریکہ یا برطانیہ میں۔۔۔ اور اس لئے بغاوت کی کوشش کے دوران جو کچھ ہوا وہ ہمارے ملک کے لئے اندھیرے پر اندھیرے کے مترادف تھا۔۔۔ اور یہ افسوسناک اور

لیکن اس اندھیرے میں روشنی کی ایک کرن بھی ہے اور وہ یہ کہ لوگ سڑکوں پر اے اللہ، اے اللہ، اللہ اکبر، اللہ اکبر کے نعرے لگاتے نکل آئے۔ اور ایسا اس لیے ہوا کیونکہ کہ بغاوت کا اعلان کرنے والوں نے اپنے سیکولر نظریات کا برملا اظہار کر دیا

تکلیف دہ ہے۔۔۔ لیکن اس اندھیرے میں روشنی کی ایک کرن بھی ہے اور وہ یہ کہ لوگ سڑکوں پر اے اللہ، اے اللہ، اللہ اکبر، اللہ اکبر کے نعرے لگاتے نکل آئے۔ اور ایسا اس لیے ہوا کیونکہ کہ بغاوت کا اعلان کرنے والوں نے اپنے سیکولر نظریات کا برملا اظہار کر دیا جس نے ترکی میں مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا اور ٹینکوں کے سامنے سڑکوں پر نکل آئے اور اپنے دین کی کامیابی کے لئے نعرے لگانے لگے۔ لہٰذا لوگوں نے فوجی بغاوت کی کوشش کا مقابلہ اردگان یا اس کی حکومت کی محبت میں نہیں بلکہ سیکولر ازم اور اسکے سرخیلوں کی نفرت میں کیا۔ لوگ بھرپور جذبات کے ساتھ سیکولر ازم کے خلاف نکل آئے اگر چہ حکومت اور بغاوت کرنے والے دونوں ہی سیکولر ہیں۔ لیکن انہوں نے بغاوت کرنے والوں کے سیکولر ازم کو اپنے اسلامی جذبات کے مخالف سمجھا کیونکہ بغاوت کرنے والے کمال اتاترک کے پیروکار تھے اور لوگ ان کی اسلام سے دشمنی کا خوب تجربہ رکھتے تھے۔ جبکہ حکومت کا سیکولر ازم اسلام کے لبادے میں لپٹا ہوا ہے جو ان کے جذبات کو تسکین پہنچاتا ہے، تو تصور کریں جب مسلمانوں کو حق اور انصاف پر قائم ریاست، نبوت کے طریقے پر دوسری خلافت راشدہ ملے گی، جو انصاف اور محبت سے حکمرانی کرے گی، ان پر اللہ کے احکامات کو نافذ کرے گی اور اللہ کے لئے لوگوں کی جہاد میں رہنمائی کرے گی تا کہ اس دنیا میں عزت اور آخرت میں کامیابی ملے، تو ایسی ریاست کا وہ کیسے اپنے مال، جان، افکار و احساسات اور ہر اس چیز سے دفاع کریں گے جو اس کام کو انجام دینے کے لئے ضروری ہو؟ مسلم امہ خیر کی امہ ہے، لوگوں کے لئے بہترین امت: **كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ** "تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے واسطے پیدا کی گئی کیونکہ تم خیر کا حکم کرتے ہو، منکر سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو" (آل عمران: 110)۔ اور اللہ کے حکم سے مسلمانوں کو جلد ہی نبوت کے طریقے پر خلافت ملے گی جو صرف اس کو نافذ کرے گی جو اللہ نے نازل کیا ہے، جو مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے تلے جمع کرے گی۔ اور ایسا کرنا اللہ کے لئے کوئی مشکل نہیں۔

12 شوال 1437 ہجری

17 جولائی 2016

سوال وجواب: پاک چین اقتصادی راہداری منصوبہ اور ایران-افغانستان-بھارت کا چاہ بہار پر منصوبہ

سوال:

چاہ بہار بندرگاہ کو ٹرانزٹ ٹریڈ کے لئے استعمال کیا جائے گا اس کے لئے مشترکہ تعاون کے پیش نظر ایران نے بھارت اور افغانستان کے ساتھ سہ ملکی معاہدے پر دستخط کردیے۔ چاہ بہار ایران کے جنوب میں دریائے عمان کے کنارے واقع ہے..... تزویراتی مقاصد کے حامل اس معاہدے پر دستخطوں کا کام مکمل کیا جا چکا ہے۔ اس منصوبے کا ہدف تینوں ممالک کے درمیان اقتصادی راہداری کی تشکیل ہے........ ایرانی بندرگاہ چاہ بہار پاکستانی گوادر بندرگاہ سے محض 100 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ چین گوادر بندرگاہ کی جدید تشکیل پر بھی کام کر رہا ہے، جو کہ پاک چائنا اکنامک کاریڈور منصوبے (سی پیک) کا حصہ ہے۔ اس منصوبے کی تکمیل پر 46 ارب ڈالر لاگت آئے گی(العربیہ 24 مئی 2016)۔ اس سے قبل یعنی 20 اپریل 2015 کو چین وپاکستان کے درمیان اقتصادی راہداری منصوبے پر اتفاق ہوا تھا۔ سوال یہ ہے کہ اس قسم کے بڑے بڑے منصوبے محض اقتصادی منصوبوں کی حیثیت رکھتے ہیں یا اس کے پیچھے سیاسی محرکات بھی کارفرما ہوتے ہیں؟ دوسرا یہ کہ ان منصوبوں میں شامل ممالک امریکہ کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں، سوائے چین کے۔ تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ چین کو جنوبی بحر چین سے دور دراز کے علاقوں میں مصروف کرنے کے لئے یہ کھیل کھیلا جا رہا ہے؟ کیا ان جیسے ضخیم منصوبوں کے ذریعے جن کے اقتصادی فوائد وثمرات 46 ارب ڈالر کے برابر نہیں ہوسکتے، چین کو اقتصادی طور پر مشکلات اور پریشانیوں سے دوچار کرنا ہے؟ آخر میں یہ کہ کیا ان منصوبوں کے اہداف ان ممالک کو بھی نظر میں رکھے ہوئے ہوتے ہیں، جو معاہدہ کرنے والے ممالک کے علاوہ ہیں جیسے وسطی ایشیا کے ممالک؟ جزاک اللہ خیراً ۔سوال کی طوالت پر معذرت خواہ ہوں۔

جواب:

واضح جواب تک رسائی کے لئے مندرجہ ذیل امور پر نظر ڈالتے ہیں:

پہلا: سوال میں مذکور دونوں منصوبوں میں شراکت دار ریاستوں کے ساتھ امریکہ کے تعلقات کا ذکر کیا گیا ہے

1- 1998 میں جب بھارت میں بھارتیا جنتا پارٹی برسراقتدار آئی اور اس کے دور حکومت میں بھارت کی وفاداریاں امریکہ کے ساتھ ہوگئی تھیں، پھر 2004 میں اسے ناکامی ہوئی جبکہ 2014 میں ایک دفعہ پھر مودی کی قیادت میں حکومت بنانے میں اسے کامیابی ملی، تو اس وقت بھارت کے ساتھ امریکی تعاون کھل کر سامنے آیا۔ چنانچہ بھارت اور امریکہ کے درمیان کئی میدانوں میں معاہدات طے پائے، بالخصوص ایٹمی ٹیکنالوجی کے میدان میں۔ ان معاہدات سے یہ بھی واضح تھا کہ یہ چین کے مقابلے میں کیے جا رہے ہیں۔ جبکہ اس حوالے سے پاکستان کی صورتحال ایسی ہے کہ گزشتہ صدی کی نوے کی دہائی میں نواز شریف حکومت سے لے کر پرویز مشرف اور آصف زرداری کی حکومتوں اور موجودہ نواز حکومت تک برابر امریکی وفاداریوں پر عمل ہوتا رہا ہے۔ اسی مشترکہ وفاداری کے سبب پاکستان اور بھارت کے درمیان قربتیں بڑھیں اور پاکستان نے امریکی اشاروں پر بھارت کے حق میں کئی اہم امور پر دستبرداری اختیار کی، جس کا مقصد بھارت میں امریکی ایجنٹوں کو توانا بنانا اور چین کے خلاف ان کے موقف کی پشت پناہی تھا۔ امریکہ نے پاکستان کو یہ مہم سونپ دی کہ وہ نہ صرف اندرونی طور پر بلکہ اس پورے خطے میں اسلامی تحریکات کے ساتھ نبٹے، جسے "دہشت گردی" اور علیحدگی پسندی کے خلاف جنگ کا نام دیا گیا۔ 9 جون 2016 کو ایک سوال کے جواب میں کہا گیا تھا" اس کے باوجود کہ پاکستان اور بھارت دونوں ممالک میں حکومتیں امریکہ کی وفادار ہیں مگر امریکہ ہر ایک کے لئے مختلف اہداف رکھتا ہے، بھارت کے لئے اس کا ہدف یہ ہے کہ اسے چین کے مقابلے میں لا کھڑا کیا جائے، پاکستان کے ساتھ تعلقات کا ہدف یہ ہے کہ وہ امریکہ کے خلاف پاکستانی اور افغانی مزاحمت کا ڈٹ کر مقابلہ کرے........"

2- جہاں تک ایران کا تعلق ہے تو اس کی وفاداریاں بھی امریکہ کے ساتھ ہیں اور اس نے افغانستان پر امریکی قبضے میں تعاون اور وہاں استحکام کے حصول میں مدد فراہم کرنے کو خود تسلیم کیا۔ ایران سابق امریکی ایجنٹ اور غلام کرزئی حکومت اور موجودہ اشرف غنی حکومت کی پشت پناہی کرتا رہا ہے۔ 29 جون 2016 کو ترکی اخبار" اخبار العالم" نے سابق ایرانی وزیر خارجہ علی اکبر ولایتی کے انٹرویو کو نقل کرکے شائع کیا۔ یہ

انٹرویو ایرانی اخبار "ایران" نے کیا تھا۔ علی اکبر ولایتی آج کل جمہوریہ ایران کے خامنہ ای کی مشاورتی کابینہ کے صدر ہیں۔ اس انٹرویو میں اس نے ایران و امریکہ کے درمیان تعلقات اور تعاون کا اعتراف کرتے ہوئے کہا: "ایران نے افغانستان کے معاملے پر امریکہ کے ساتھ بات چیت کا سلسلہ شروع کیا....... اس بات چیت میں اقوام متحدہ میں ہمارا مستقل نمائندہ موجودہ وزیر خارجہ جواد ظریف تھا...... جبکہ افغانستان کا بہت بڑا علاقہ طالبان کے ہاتھوں میں تھا۔ ان حالات میں اگر ایران نہ ہوتا تو امریکہ افغانستان نہیں آسکتا تھا......." اس نے مزید کہا: " اس جیسی صورتحال عراق کے معاملے میں تھی، جب ایران اور امریکہ کے درمیان اس بات پر اتفاق ہوا کہ صدام حکومت کے خاتمے کے بعد عراق میں امن وامان کے قیام کے لئے مشترکہ مقاصد کے حوالے سے بات چیت کا سلسلہ جاری رکھا جائے......." اخبار نے ایران کے سابق صدر ہاشمی رفسنجانی کے بارے میں بھی اس سے ملتی جلتی باتیں نقل کیں اور یہ کہ یہ سب کچھ مرجع کی اجازت سے کیا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا: "وہ گفتگو جو اس وقت امریکہ اور ایران کے درمیان جاری ہے ،اس کا اصل سرچشمہ مرشد اعلیٰ سے پیشگی اجازت ہے۔ امریکہ کے ساتھ ایران کے مذاکرات عُمان کے سلطان قابوس کے وساطت سے شروع ہوئے تھے، یہ مذاکرات حسن روحانی حکومت کے وجود میں آنے سے چھ مہینے پہلے شروع ہوئے"........)۔ یہ تمام حقائق امریکہ کے ساتھ ایرانی تعلقات کو ثابت کرتے ہیں۔ امریکہ نے اس کے بدلے ایران کو افغانستان اور عراق میں کردار ادا کرنے کا موقع دیا......11 جون 2016 کو ایک سوال کے جواب میں کہا گیا تھا،" دوسری طرف یہ دکھائی دیتا ہے کہ امریکہ افغانستان میں بھارت کو کردار دینا چاہتا ہے اور دونوں ممالک کے درمیان تعلقات مستحکم کرنے پر کام کر رہا ہے تاکہ امریکہ افغانستان میں اپنے استحکام کو فروغ دینے کے سلسلے میں پاکستان کا دست نگر نہ رہے چنانچہ مودی کے ساتھ وزارت عظمیٰ سنبھالنے کی تقریب میں سب سے پہلے شریک ہونے والا صدر افغانستان کا صدر کرزئی تھا۔ امریکہ موجودہ حکومت کی طرح بھارت پر تب ہی بھروسہ کرتا ہے جب حکومت اس کی وفادار ہو، جبکہ پاکستان کے ساتھ اس کا رویہ ایسا نہیں۔ امریکی وفادار ہونے کے باوجود وہ اس پر اتنا اعتماد نہیں کرتا جتنا بھارت پر۔ ہاں اسے پاکستان کے حوالے سے جس بات کا خدشہ ہے وہ یہ ہے کہ اس اسلامی ملک کے اندر، جہاں کے عوام میں تبدیلی کی شدید تڑپ پائی جاتی ہے کسی بھی لمحے کوئی بھی تبدیلی آسکتی ہے ، اس لئے امریکہ پاکستان کو ایک انتہائی غیر محفوظ ریاست تصور کرتا ہے.......اسی طرح امریکہ نواز مودی کے عہدِ حکومت میں بھارت افغانستان میں سیکیورٹی کے حوالے سے کردار ادا کرنے میں سرگرمی دکھائے گا جو امریکہ نواز افغان حکومت ہی کے مفاد کے لئے ہوگا"۔ اب مزید اس کے ساتھ اقتصادی تعاون کے معاہدات کیے جا رہے ہیں تاکہ امن کے قیام میں تعاون کو مضبوط تر اور افغانستان میں امریکی اثر و نفوذ کو تحفظ فراہم کرسکے۔

دوسرا: ایران-بھارت-افغانستان ٹرانزٹ منصوبہ

1- بھارت اور ایران نے پہلی مرتبہ 2003 میں چاہ بہار تک بھارتی تجارتی گذرگاہ پر بحث کی۔ اس وقت دونوں ممالک نے اس بندرگاہ کو ترقی دینے پر اتفاق کیا تھا۔ 2004 میں بھارتی کمپنیوں نے ایرانی تنظیم برائے پورٹس و ٹرانسپورٹ کے ساتھ اس بندرگاہ کو ترقی دینے کے سلسلے میں ایک مفاہمتی یادداشت پر دستخط کیے، لیکن اس پر پیش رفت نہیں ہوسکی۔ پھر مئی 2015، یعنی ایران کے ایٹمی پروگرام کے حوالے سے جامع مشترکہ ورکنگ پروگرام سے دو ماہ قبل، بھارتی وزیر ٹرانسپورٹ نتین جاڈکرنے ایران کا دورہ کیا۔ اس دورے کا مقصد چاہ بہار سے متعلق مفاہمتی یادداشت پر دستخط کرنا تھا۔ اس کے فوراً بعد چاہ بہار معاہدے کے مسودات کو حتمی شکل دینے کے لیے نیو دہلی میں ایران ،افغانستان اور بھارتی مندوبین کی ملاقاتیں ہوئیں، جس کے نتیجے میں تینوں ممالک نے 23 مئی 2016 کو چاہ بہار بندرگاہ کو ترقی دینے کے معاہدے پر دستخط مکمل کر لیے۔ چاہ بہار ایران کے انتہائی مشرق میں واقع ہے اور اس معاہدے کے نتیجے میں چاہ بہار بندرگاہ بحر ہند کے ایک تجارتی گزرگاہ میں تبدیل ہو جائے گا۔ اس معاہدے کا ہدف تینوں ممالک کے درمیان تجارت میں اضافہ کرنا ہے۔ یہ معاہدہ ایران پر سے پابندیاں اٹھ جانے اور ایٹمی پروگرام کے معاہدے پر دستخط ہوجانے کے بعد عمل میں لایا گیا۔ تہران میں بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی نے کہا "بھارت چاہ بہار منصوبے کے لئے 500 ملین ڈالر مختص کرے گا، ہم اگرچہ پوری دنیا کے ساتھ رابطے استوار کرنے کے خواہاں ہیں، مگر ہم تین ممالک کے درمیان تعلقات ترجیحی ہیں .... یہ امن اور خوشحالی کی گزرگاہ ہے........یہ اقتصادی تعلقات پر اثر انداز ہوگا"۔ ایرانی صدر روحانی نے کہا" یہ معاہدہ صرف اقتصادی نہیں بلکہ یہ سیاسی اور علاقائی معاہدہ ہے، البتہ یہ کسی ملک کے خلاف نہیں، یہ امن برقرار رکھنے اور خطے کے استحکام میں کردار ادا کرے گا"۔ "مودی نے 12 مفاہمتی یاداشتوں پر بھی دستخط کیے جن کی رو سے بھارت تہران کو 6.5 بلین ڈالر ادا کرے گا جو تہران عالمی پابندیوں کی وجہ سے بھارت سے حاصل نہیں کرپا رہا تھا اس کی ادئیگی سے قاصر ہے"(اے ایف پی 25 مئی 2016)"۔ فرانسیسی ایجنسی نے اپنے تبصرے میں

کہا" چونکہ افغانستان سمندروں سے دور واقع ہے اس لئے ایران افغانستان کے لیے ایک بندرگاہ تیار کرے گا جس میں ریلوے لائنز اور ایران سے افغانستان تک سڑک بھی شامل ہیں۔ یہ چین کے خلاف بھارت کے حق میں اسٹریٹجک کامیابی سمجھی جارہی ہے۔ بھارت چین سے آگے بڑھنے کی کوشش کررہاہے، جبکہ چین گوادر بندرگاہ میں سرمایہ کار کررہاہے جو چاہ بہار سے 100 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے"۔ لہٰذا ایرانی صدر واشگاف الفاظ میں یہ اعلان کرتا ہے کہ یہ منصوبے محض اقتصادی نہیں، بلکہ یہ سیاسی ہیں اور چین کے ساتھ ملحقہ علاقائی صورتحال کے ساتھ بھی اس کا تعلق ہے۔ ایرانی صدر نے اگرچہ یہ بھی کہا کہ یہ منصوبے کسی کے خلاف نہیں، مگر ایسا کیونکر ہوسکتا ہے جب کہ ایرانی صدر نے کہا ہے کہ یہ محض اقتصادی نہیں بلکہ سیاسی اور علاقائی ہیں۔ اور بھارتی وزیر اعظم نے تینوں ممالک کے درمیان روابط مستحکم کرنے کا بھی اشارہ دیا، یعنی تینوں ممالک کے اہداف کے حصول کے لئے ان کے درمیان تعلقات مضبوط کیے جائیں گے۔

2- یہ اعلان بھی کیا گیا ہے کہ بھارت وایران ان منصوبوں کا مقصد وسطی ایشیا کے ممالک کے ساتھ زمینی رابطوں کی تشکیل ہے۔ چنانچہ ایران کے وزیر خارجہ جواد ظریف نے "بھارت وایران کے درمیان چاہ بہار بندرگاہ کے ترقی کے لئے اسٹریٹجک منصوبے کو جلد از جلد مکمل کرنے کی دعوت دی تاکہ چین اور وسطی ایشیا کے ممالک کے درمیان ہونے والی تجارت اور زمینی وتجارتی راستوں اور ریلویز لائنوں کو تقویت فراہم کرنے میں کردار ادا کرے" (صفحۂ عالم، ایران 7 اپریل 2016)۔ اسی طرح بھارت کی وزارت خارجہ کے مطابق، "یہ معاہدہ افغانستان کی اقتصادی ترقی میں چاہ بہار بندرگاہ کو بڑی حد تک بہتر استعمال کے قابل بنائے گا اور بہترین علاقائی رابطے کا کام دے گا، جو افغانستان اور وسطی ایشیا کے ممالک کے ساتھ بھارت کے روابط پر مشتمل ہے" (دی ڈپلومیٹ 18 اپریل 2016)۔ 24 مئی 2016 کو ایک پریس کانفرنس میں ایرانی صدر حسن روحانی کے بیان سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے، اس نے کہا: "چاہ بہار میں ہماری مشترکہ سرمایہ کاری، ہمیں افغانستان اور وسط ایشیائی ممالک کے ساتھ قابل اعتماد طریقے سے بھارت کو جوڑنے کے قابل بنادے گی" (کوارٹز، انڈیا 24 مئی 2016)۔

> **امریکہ گوادر منصوبے کے راستے چین پر اثر انداز ہوگا، کیونکہ 46 ارب ڈالر کا یہ ضخیم منصوبہ مکمل ہونے کے بعد چین کے دل کی طرح ہوگا جسے چین آسانی سے چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوگا، چنانچہ اس کی توجہ دوسرے علاقوں سے ہٹ جائے گی جو ان جیسے منصوبوں سے کہیں زیادہ اہمیت رکھتے ہیں جیسے جنوبی بحر چین**

3-

4- اور "بھارتی حکومت نے بالآخر ایک ایسے منصوبے کو تسلیم کیا جس میں چاہ بہار بندرگاہ کی ترقی کے لیے 100 ملین ڈالر کی سرمایہ کاری کی وضاحت کی گئی ہے" (العالم، ایران 2 جون 2016)۔ یہ کہا جاتا ہے کہ بحر ہند اور آبنائے ہرمز پر واقع چاہ بہار بندرگاہ اسٹریٹجک (تزویراتی) محل وقوع کی حامل ہے اور یہ وسطی ایشیا اور افغانستان کے لئے آسان ترین راستہ ہے۔

تیسرا: چائناپاک منصوبہ

1- چین کے صدر شی جن پنگ نے 20 اپریل 2015 کو پاکستان کا دورہ کیا اور اس کے ساتھ کئی معاہدوں پر دستخط کیے۔ ان کا تخمینہ 46 بلین ڈالر بتایا جاتا ہے جس میں گوادر اور مغربی چین کے صوبہ سنکیانگ کے درمیان تین ہزار کلومیٹر پر مشتمل شاہراہوں کا جال بچھانے کے ساتھ ساتھ ریلوے اور پائپ لائنز پر مشتمل منصوبے شامل ہیں۔ یہ منصوبے چین کے لیے بحر ہند اور اس سے آگے کے خطوں تک رسائی آسان تر بنادیں گے (روئیٹرز)۔ روئیٹرز نے پاکستانی پارلیمنٹ میں دفاعی کمیٹی کے صدر مشاہد حسین سید کی بات نقل کرتے ہوئے لکھا "اس وقت پاکستان چین کے لئے محوری اہمیت کا حامل ہے۔ اس منصوبے کی کامیابی ضروری ہے اور یہ کامیاب ہوگا"۔ مراسلہ نگار کہتے ہیں: "یہ منصوبے چین کی اپنی خواہشات میں پیش قدمی کا ترجمان ہیں، چین وسطی ایشیا اور جنوبی ایشیا میں اقتصادی اثرورسوخ کا خواہاں ہے۔ یہ منصوبے یونائیٹڈ اسٹیٹس کی طرف سے پاکستان کو دی جانے والی امداد سے کہیں بڑھ کر ہیں"۔ اے ایف پی کے ساتھ آن لائن بات کرتے ہوئے پاکستانی وزیر احسن اقبال نے کہا" اس سرمایہ کاری کے ذریعے بڑے اور حقیقی منصوبوں کو مکمل کیا جائے گا اور پاکستانی معیشت پر اس کے مثبت اثرات پڑیں گے"۔ پاکستانی ذرائع کو چینی صدر نے کہا "چین اور پاکستان کو سیکیورٹی تعاون کو مضبوط بنانے کے لئے سیکیورٹی خدشات کے حوالے سے عملی یکسانیت کی ضرورت ہے"۔ پاکستان میں چینی سرمایہ کاری کے 50 معاہدوں پر دستخط کیے گئے ہیں

جن میں سے 30 معاہدوں کا تعلق اقتصادی راہداری کے ساتھ ہے۔ نواز شریف نے کہا" چینی صدر شی کا دورۂ پاکستان دونوں ممالک کے درمیان تعلقات کی تاریخ میں ٹرننگ پوائنٹ کی حیثیت رکھتا ہے اور چین کے ساتھ دوستی پاکستان کی خارجہ پالیسی میں سنگ بنیاد ہے"۔ پاکستان کے صدر ممنون حسین نے کہا:" اس منصوبے سے تقریباً 3 ارب لوگ فائدہ حاصل کریں گے، پاکستان نے آئندہ چالیس سال تک کے لئے گوادر بندرگاہ کو فعال بنانے کے لیے چین کو خصوصی حقوق دیے ہیں"۔ پاکستان نے 13000 فوجیوں پر مشتمل جدید افواج کا ایک ڈویژن تشکیل دیا جو اکنامک کارویڈور کی حفاظت کی خدمات سرانجام دے گا۔ چین نے پاکستان کے ساتھ خفیہ ایٹمی تعاون اور میزائل دیے ہیں، ایٹمی صلاحیت کے حامل بیلسٹک میزائل فراہم کیے جس کی رینج 2750 کلومیٹر ہے۔ پاکستان کے وزیر اعظم نواز شریف کا تازہ ترین بیان ہے کہ "وہ خود ذاتی طور پر چینی اقتصادی راہداری کی نگرانی کرتے ہیں، جو خطے کے لاکھوں لوگوں کی تقدیر بدل ڈالنے کی صلاحیت رکھتی ہے، یہ راہداری پورے خطے کو تیز رفتار سڑکوں اور ریلوے لائنوں کے ذریعے آپس میں مربوط کر دے گا....."(پاکستانی سرکار نیوز ایجنسی 12/7/2016)۔

2- یہ اقتصادی سرگرمی چین کو پاکستان کے ساتھ تعلقات کو مزید اہمیت دینے کی طرف کھینچے گی جبکہ پاکستان اس حوالے سے پرُجوش ہے اور چین کو ان جیسے اقتصادی منصوبوں کی منظوری کی ترغیب دیتا ہے یوں چین اس میں بے تحاشا سرمایہ کاری کرتا ہے۔ اس طرح پاکستان اپنے آقا امریکہ کی خواہشات کی تکمیل اور خدمت گذاری کر رہا ہے، جو چین کو حدود وقیود کا پابند کرنے اور اس کو مقابلہ بازی سے باز رکھنے کے لیے اس کے گرد گھیرا ڈالنے کی کوششوں میں لگا ہوا ہے۔ امریکہ یہ چاہتا ہے کہ جتنا ممکن ہو چین کی توجہ جنوبی بحر چین پر تسلط کے حصول سے ہٹا کر دور دراز کے علاقوں میں کام کرنے پر لگائی جائے۔ یہ امر امریکہ کی نظر میں اہمیت کا حامل ہے، اس نے جنوبی بحر چین پر تسلط حاصل کرنے کی چینی کوششوں کو ناکام کرنے کے لیے بہت بھاگ دوڑ کی، کیونکہ چین جزیروں کو توسیع دے رہا ہے اور وہاں ہوائی اڈے اور بندرگاہیں بنا رہا ہے۔ یوں فطری طور پر ارخبیل جزیروں پر اسی کا تسلط ہو گا۔ ملحوظ رہے کہ ارخبیل جزیرے 250 جزیروں پر مشتمل ہیں۔ امریکہ یہ چاہتا ہے کہ چین اقتصادی راہداری جیسے منصوبوں پر توجہ دے کر اس کی نظریں ان جزیروں سے ہٹ جائیں اور چین یہ سمجھے کہ ایسے منصوبوں کا فائدہ ان جزیروں سے بہت زیادہ ہے، اور گویا ان جزیروں کی تو کوئی قیمت نہیں! اس لئے پاکستان کا چین کے ساتھ منصوبوں پر کام جس کا رُخ پاکستانی گوادر بندرگاہ کی طرف ہے جسے سہ ملکی منصوبوں کے بالمقابل لایا جارہا ہے۔ سہ ملکی منصوبوں کا رخ بھارتی بندرگاہ بھارتا کی جانب ہے، اور دونوں بندرگاہوں (گوادر اور بھارتا) کے درمیان 60 میل کا فاصلہ ہے۔ ظاہر ہے کہ چین اس کی وجہ سے خطے میں مصروف ہو جائے گا.......اور یہ بھی سب جانتے ہیں کہ پاکستان یا گوادر بندرگاہ اور ایران کی چاہ بہار بندرگاہ خطے میں جغرافیائی، تزویراتی اور سیاسی اہمیت کی حامل ہیں۔ اسی طرح عالمی ٹرانسپورٹ اور تیل کی تجارت میں بھی دونوں کی اہمیت مسلمہ ہے.........جنوبی ایشیا کے امور کے ماہر آدم وی لارکی نے مذکورہ منصوبوں کی سیاسی حقیقت واضح کرتے ہوئے کہا" گوادر میں چینی کردار کے اغراض ومقاصد یا اس کے حجم اور چاہ بہار میں بھارتی کردار کے درمیان کوئی موازنہ نہیں کیا جا سکتا، البتہ امریکیوں کو اس بات سے خوشی ہوئی ہے کہ بھارت چین کے توسیع پسندانہ سوچ کے راستے میں رکاوٹ بن کر سامنے آرہا ہے"(امریکہ بھارت اور ایران کے درمیان چاہ بہار منصوبے کی پشت پناہی کر رہا ہے کیونکہ یہ منصوبہ چین اور پاکستان کے گوادر منصوبے کے گرد گھیرا ڈالتا ۔ Firstpost.com, 26 مئی 2016)۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امریکہ گوادر منصوبے کے راستے چین پر اثر انداز ہو گا، کیونکہ 46 ارب ڈالر کا یہ ضخیم منصوبہ مکمل ہونے کے بعد چین کے دل کی طرح ہو گا جسے چین آسانی سے چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہو گا، چنانچہ اس کی توجہ دوسرے علاقوں سے ہٹ جائے گی جو ان جیسے منصوبوں سے کہیں زیادہ اہمیت رکھتے ہیں جیسے جنوبی بحر چین......

امریکہ چین کے خلاف خطے کے ممالک کو بھی اکسا رہا ہے جس میں فلپائن بھی شامل ہے جس نے عالمی عدالت میں چین کے ساتھ متنازعہ جزیروں کا مقدمہ اٹھایا جہاں مذکورہ عدالت نے فلپائن کے حق میں فیصلہ سنایا۔ چنانچہ ہالینڈ میں عالمی پنچائیتی ٹریبونل نے 12 جولائی 2016 کو یہ اعلان کیا" قانونی لحاظ سے نائن پوائنٹس کی لکیر کے اندر واقع بحری علاقوں میں تاریخی ذرائع کے ذریعے حقوق کے مطالبے کا چین کے پاس کوئی بنیاد نہیں"۔ چین اپنے مطالبات میں انہی تاریخی پوائنٹس کو بنیاد بناتا رہا ہے۔ اور یہ کہ " چین کی بعض سرگرمیوں کی وجہ سے فلپائن کے خصوصی اقتصادی علاقے میں بالا دستی کے حقوق پامال کیے گئے۔ چین شکار کے معاملات اور فلپائنی تیل نکالنے اور مصنوعی جزیروں کے قیام جیسے امور میں دخل اندازی کرتا ہے، نیز چینی شکاریوں کو اس علاقے کے اندر شکار کرنے سے نہیں روکتا"۔ یہ اعلان ہوتے ہی چین نے فی الفور اپنی سرکاری ایجنسی (شینخوا) کے ذریعے اس کا یقین دلایا کہ "چین ٹریبونل کے اس فیصلے کو قبول نہیں کرتا"۔ اس کے بعد اس کی وزارت خارجہ نے اعلان

کیا" یہ فیصلہ جھوٹا اور فضول ہے اس کے اندر کوئی بائنڈنگ قوت نہیں۔" وزرات خارجہ نے یہاں تک کہا کہ " اس فیصلے کے پیچھے مذموم اور ضرر رساں مقاصد کار فرما ہیں ، اس کا چین کے تنازع کے حل ،امن کی حفاظت اور جنوبی بحری چین میں استحکام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں"۔ پھر صدر شی جن پنگ نے کہا" میر الملک عالمی ٹریبونل کے سہارے پر کسی قسم کی چارہ جوئی یا تجویز ہر گز قبول نہیں کرتا"۔ اس کے بعد امریکہ نے ٹریبونل کے فیصلے کی تائید کا اعلان کیا اوراس نے کہا" یہ فیصلہ چین اور فلپائن کے لیے حتمی اور قانونی ہے، اس کا مقصد بڑی حد تک جنوبی بحر چین کے حوالے سے اختلافات کے پر امن حل تک رسائی ہے، جو ایک مشترکہ مقصد ہے"۔ امریکہ نے " تمام فریقوں کو فیصلے کی پابندی کرنے اور اشتعال انگیز کاروائیاں یا بیانات دینے سے گریز کی دعوت دی "(ڈی پی اے، اے ایف پی 12 جولائی 2015)۔

چوتھا: ان گزارشات سے سوال کا جواب کچھ اس طرح واضح ہو جاتا ہے:

ا۔ خطے کے ممالک بھارت ایران اور افغانستان اور چین وپاکستان کے درمیان جاری اقتصادی سرگرمیاں خالص اقتصادی نہیں ، بلکہ اس کے سیاسی اہداف ہیں ،بالخصوص چین کے علاوہ یہ تمام ممالک امریکی پالیسی کی پیروی کرنے والے ہیں۔

ب۔ امریکہ نے بھارت کو چین کا سامنا کرنے کے لئے کردار ادا کرنے کے قابل بنایا، امریکہ نے جس طرح بھارت کے ایٹمی صلاحیتوں کو مضبوط کرنے پر کام کیا اسی طرح اس کو اقتصادی طور پر بھی طاقتور وتوانا کرنا چاہتا ہے تاکہ جو کردار اس کو سونپا گیا ہے اس کو ادا کرنے کے قابل بنے، اس کو ایران کے ذریعے سہارا دیا اور اس کے اندر سرمایہ کاری کرنے کا میدان فراہم کیا۔ امریکہ ایران کو بھی اقتصادی طور پر مضبوط کرنے پر کام کر رہا ہے تاکہ اس کو سقوط سے بچایا جاسکے اور خطے میں سونپے گئے کردار کو نبھاتا رہے۔ امریکہ نے بھارت کو افغانستان میں کردار ادا کرنے کا موقع دیا تاکہ وہاں امریکی نفوذ کی نگہداشت کرے، ایران بھی افغانستان میں امریکی وجود کی حمائت کرتا ہے، یہی وجہ تھی کہ بھارت اور ایران امریکی مقبوضہ افغانستان کی معیشت کو سہارا دینے کے لیے متحرک ہوگئے اور سمندر کے کنارے موجود بندر گاہ تک رسائی کے لیے اس کے لیے راستے کھول دیے۔

ج۔ امریکہ اس حوالے سے پاکستان کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ وہ چین کے ساتھ تعلقات مضبوط کرے تاکہ پاکستان چین کو ایسے منصوبوں کی منظوری پر قائل کرے جو چین کو جنوبی بحر چین پر تسلط جمانے کے توسیعی سرگرمیوں سے باز رکھیں، اور یہ سب کچھ ایسے وقت میں ہو رہا ہے جبکہ کچھ ممالک چین کے خلاف سمندر میں کود پڑنے کے لیے پر تول رہے ہیں اور اس کے لئے مشکلات اور پیچیدگیاں پیدا کر رہے ہیں، اور آخر میں یہ کہ ہیگ، ہالینڈ کے عالمی پنچایتی ٹریبونل کی طرف سے ایک سیاسی فیصلہ کروایا گیا۔

د۔ وسط ایشیائی ممالک امریکہ کے ہدف پر ہیں، امریکہ ان ممالک کو پاکستان کے ساتھ کام کرنے کی طرف کھینچ رہا ہے اور ان ممالک کو چین کی طرف سے بنائے جانے والے اکنامک کاریڈور کے ذریعے بحری بندر گاہ تک رسائی پانے کا مفاد جتلا رہا ہے۔ یوں امریکہ خطے کے ممالک کو اپنے ایجنٹ پاکستان کے ساتھ جوڑنے میں کامیاب ہوگا اور پاکستان کے ساتھ تعلقات کے راستے ان کے ساتھ روابط استوار کرے گا اور پاکستان کے ساتھ ان کے مفادات وابستہ ہونے کی وجہ سے انہیں خرید لینے کی کاروائی مکمل کی جائیگی...... یہ ایک پہلو ہے، دوسرے پہلو سے سہ ملکی معاہدے (ایران، افغانستان بھارت) کے اہداف میں سے یہ بھی ہے کہ وسط ایشیا تک رسائی حاصل کی جاسکے جیسا کہ ایرانی اور بھارتی ذمہ داروں کے بیانات سے واضح ہے جبکہ وسطی ایشیا تک امریکہ نواز ریاستوں کی رسائی بلاشبہ امریکی مفادات کی خدمت ہی ہے ،کیونکہ اسی پالیسی کے ذریعے امریکہ وسط ایشیائی خطے میں اپنا اثر ونفوذ مستحکم کرے گا جہاں وہ روس کے ساتھ مزاحمت کے لیے خم ٹھونک کے کھڑا ہوسکے گا۔

آخری بات: یہ خطہ سالہا سال سے اسلامی خلافت کے دور میں اسلامی حکمرانی کے ماتحت رہا، شاہراہِ ریشم اور خطے کی زیادہ تر بندر گاہوں اور تجارتی گزر گاہوں کی نگرانی خلافت کرتی تھی۔ ان ذرائع کو استعمال کرنے والے تاجروں کی اکثریت مسلمان ہوا کرتی تھی جو ادھر ادھر سے تجارتی سامان لے کر چلتے پھرتے تھے اور اس کے ساتھ وہ اسلام کے داعی بنتے تھے اور ان ہی کے ہاتھوں پر خطے کے لاکھوں لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور ان ہی لوگوں کی نسلیں بڑھتے بڑھتے کروڑوں تک پہنچ گئیں۔ عنقریب ایسا پھر ہو کر رہے گا بلکہ اس سے بھی بہتر ہو گا، انشاء اللہ، تب ان ایجنٹوں کو کہیں بھی پناہ نہیں ملے گا جو امریکی اوامر پر چلتے ہوئے اسی کے مفاد کی خدمت گزار بنے ہوئے ہیں، چہ جائیکہ ان کو حکومت کے امور سونپ کر اپنے بوسیدہ نظام اور قومی مفادات کی حفاظت کرتے رہے۔ انشاء اللہ! صبح کا انتظار کرنے والا جلد ہی صبح کو طلوع ہوتا دیکھ لے گا۔

﴿وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَى أَمْرِهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾.

"اور اللہ کو اپنے کام پر پورا اختیار حاصل ہے لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے" (یوسف: 21)

16 شوال 1437 ہجری 21 جولائی 2016

کشمیر کی آزادی کے لئے حزب التحریر ولایہ پاکستان کے مظاہرے

کشمیر بیانات و مذاکرات سے نہیں بلکہ افواج پاکستان کے منظم جہاد سے آزاد ہو گا

پریس نوٹ

حزب التحریر ولایہ پاکستان نے مقبوضہ کشمیر میں جاری بھارتی افواج کے مظالم اور راحیل-نواز حکومت کے کمزور ردعمل کے خلاف پاکستان بھر میں مظاہرے کیے۔ مظاہرین نے بینرز اور کتبے اٹھا رکھے تھے جن پر تحریر تھا: **"پاک فوج حرکت میں آؤ-کشمیر کو آزاد کراؤ"**، **"بھارتی جارحیت کا منہ توڑ جواب- منظم جہاد بذریعہ افواج"**۔

مقبوضہ کشمیر میں مجاہد برہان وانی کی شہادت سے شروع ہونے والے مظاہروں اور بھارتی افواج کے کشمیری مسلمانوں کے خلاف وحشیانہ مظالم نے دنیا بھر کی رائے عامہ کو متاثر کیا لیکن اگر نہیں کیا تو پاکستان کی سیاسی و فوجی قیادت میں موجود غداروں کو جن کی قیادت وزیر اعظم نواز شریف اور جنرل راحیل شریف کر رہے ہیں۔ اب تک درجنوں کشمیری مسلمان شہید، سیکڑوں شدید زخمی ہو چکے ہیں اور مسلسل کرفیو نے پورے مقبوضہ کشمیر کو ایک جیل میں تبدیل کر دیا ہے۔ کشمیر کے مسلمانوں کی اس قدر بدترین حالت پر نواز شریف اور راحیل شریف کا خون جوش نہیں مارتا اور وہ کشمیر کے مسلمانوں کو بھارتی غلامی سے نجات دلانے کے لئے منظم جہاد کا اعلان نہیں کرتے۔

آزاد کشمیر میں انتخابات جیتنے کے بعد نواز شریف یہ اعلان کرتے ہیں کہ وہ اس دن کے منتظر ہیں جب کشمیر بنے گا پاکستان اور ہماری دعائیں کشمیریوں کے ساتھ ہیں۔ اسی طرح جنرل راحیل شریف کور کمانڈرز کے اجلاس میں ایک انتہائی فضول بیان دیتے ہیں کہ دنیا کو کشمیریوں کی جدوجہد کو تسلیم کرنا چاہیے۔ کیا کوئی بھی ذی شعور یہ تسلیم کر سکتا ہے کہ یہ بیانات، اور وہ بھی اس قدر کمزور، مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کو بھارتی ظلم و ستم اور غلامی سے نجات دلا سکتے ہیں؟

> **کشمیری مسلمانوں کے خلاف وحشیانہ مظالم نے دنیا بھر کی رائے عامہ کو متاثر کیا لیکن اگر نہیں کیا تو پاکستان کی سیاسی و فوجی قیادت میں موجود غداروں کو۔ مسلمانوں کی اس قدر بدترین حالت پر نواز شریف اور راحیل شریف کا خون جوش نہیں مارتا اور وہ کشمیر کے مسلمانوں کو بھارتی غلامی سے نجات دلانے کے لئے منظم جہاد کا اعلان نہیں کرتے۔**

ایک طرف اپنے آقا امریکہ کے حکم پر افغانستان میں امریکہ کے خلاف لڑنے والوں کو روکنے کے لئے راحیل-نواز حکومت نے افواج پاکستان کو فتنے کی جنگ میں جھونک رکھا ہے جس میں ہزاروں فوجی اور شہری ہلاک اور اربوں ڈالر کا معیشت کو نقصان پہنچ چکا ہے اور اس کے باوجود اس عزم کا اظہار کیا جاتا ہے کہ پاکستان سے جہاد، جسے وہ "دہشت گردی" کہتے ہیں، کا خاتمہ کر کے رہیں گے، لیکن کشمیر اور اس کے مسلمانوں کی آزادی کے لئے افواج پاکستان کو حرکت میں آنے کا حکم نہیں جاتا جس کے لئے پوری فوج اور قوم ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار بھی ہیں۔

حزب التحریر ولایہ پاکستان افواج میں موجود مخلص افسران کو یاد دہانی کراتی ہے کہ نبوت کے طریقے پر خلافت راشدہ کے قیام کے لئے نصرۃ فراہم کرنا ان کی ذمہ داری ہے۔ پھر خلیفہ راشد مسلم علاقوں اور افواج کو یکجا کر کے جہاد کشمیر کا اعلان کرے گا۔ اور یقیناً اس کا اعلان ہی مقبوضہ کشمیر کی آزادی کے لئے کافی ہو گا۔

فَمَنِ ٱعۡتَدَىٰ عَلَيۡكُمۡ فَٱعۡتَدُواْ عَلَيۡهِ بِمِثۡلِ مَا ٱعۡتَدَىٰ عَلَيۡكُمۡ

"جو تمہارے خلاف جارحیت کا ارتکاب کرے تو تم بھی اس پر حملہ کرو جیسا کہ انہوں نے تم پر حملہ کیا" (البقرۃ:194)

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس

28 جولائی 2016 بمطابق 23 شوال 1437 ہجری

مرکزی میڈیا آفس شعبہ خواتین کی پریس ریلیز

سوئٹزرلینڈ میں نقاب پر پابندی

جمعہ یکم جولائی2016 کو سوئٹزرلینڈ کے جنوبی Ticino میں برقعے پر پابندی عائد کر دی گئی۔ عوامی مقامات، دکانوں، ہوٹلوں اور دیگر جگھوں پر برقعہ پوش عورتوں سے 7890£ سے زائد جرمانہ لیا جائے گیا۔ سعودی سفارت خانے نے ناحق عورتوں کو نشانہ بنانے اور تعصب کی مذمّت کرنے کی بجائے ٹوئٹر پر اپنے شہریوں کو سوئس قوانین کے احترام اور ضرورت کی یاددہانی کرائی تاکہ کسی قسم کا مسئلہ درپیش نہ آئے۔

چھرے پر نقاب کرنے پر پابندی کے ذریعے سوئٹزرلینڈ اب دیگر مغربی سیکولر قوموں کی صفوں میں شامل ہو گیا ہے، جیسے اسپین، فرانس، بیلجئیم، بلغاریہ اور اٹلی، جنھوں نے مسلمان عورتوں کو جزوی یا کلّی طور پر اس پابندی کے ذریعے دوسرے درجے کے شہریوں میں شامل کر دیا ہے۔ ایسے متعصبانہ قانون سازی کے ساتھ حکومتی اداروں، سیاستدانوں اور میڈیا کے شدّت پسند اور اسلام مخالف بیانات نے سوئٹزرلینڈ میں مسلمان خواتین کیلئے ایک خوفناک ماحول پیدا کر دیا ہے۔ اسلام مخالف شدّت پسندوں کے لئے اسلامی لباس ایک جرم اور نفرت کا باعث ہے۔ پیرس اور بیلجئیم حملوں کی بناء پر گذشتہ سالوں میں ایسے واقعات میں اضافہ ہوا ہے۔

ان نازک حالات میں فرقہ وارانہ کشیدگی کی آگ کو بجھانے کی کوشش کرنے کے بجائے، مغربی حکومتیں نسلی تعصب اور اسلامی عقائد و طرزِ عمل کے خلاف قانون سازی اور نفرت انگیز تقاریر کے ذریعے اس آگ کو مزید ہوا دے رہی ہیں۔ ان تمام اقدامات کا مقصد یہ پیغام دینا ہے کہ مسلمان اور ان کی اسلامی تہذیب مغربی معاشروں کے لئے خطرہ ہیں۔ ان اقدامات کے نتیجے میں مسلمانوں کو شکوک کے سائے میں رہنا پڑ رہا ہے اور نسل پرستوں کے مقاصد پورے ہو رہے ہیں۔

یقیناً کسی بھی ایسے نظام پر سوالات اٹھانے کی ضرورت ہے جس میں خواتین کا شرم وحیا کے تقاضوں اور اپنے اسلامی عقائد کے مطابق لباس زیب تن کرنے کو جرم قرار دیا جائے، خصوصاً ایسے وقت میں جب حکومتی سیاستدان اور متعصب جماعتیں جیسا کہ سوئس پیپلز پارٹی، فرنچ نیشنل فرنٹ PEGIDA (Patriotic Europeans Against Islamization of the West) کھلم کھلا مسلم مخالف، مہاجرین مخالف رویے کو قانون کے مطابق سمجھتے ہیں اور اس کے نتیجے میں اقلیتوں کے خلاف تعصب اور نفرت پر مبنی جرائم کو تقویت فراہم کررہے ہیں۔ یہ سب کچھ اظہارِرائے کی آزادی کے نام پر سیکولر نظام کے خطرات اور تصادم کی عکّاسی کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ مذہبی اقلیتوں کو ان کے مذہبی عقائد کے مطابق زندگی گزارنے کے بنیادی حق کو سلب کرتا ہے۔ یہ اس دعوے کو بھی چکناچور کرتا ہے کہ صرف سیکولر نظام ہی مساوات، رواداری اور بھائی چارے کی ضمانت دے سکتاہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ سیکولرازم کے دیوالیہ پن کو واضح کررہا ہے کہ یہ ایسا نظام ہے جو چند عورتوں کے مذہبی لباس سے خطرہ محسوس کرتا ہے اور جس میں صلاحیت موجود ہی نہیں ہے کہ اس کے زیر سایہ مختلف مذہبی فرقوں کے ماننے والے عزت واحترام کی زندگی گزار سکیں۔ اور یہ ایک ایسا نظام ہے جہاں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف تعصب پر اکسانا معمول بن گیاہے۔

ایسے جھوٹے ظالم جمہوری نظام کے برعکس، اسلامی کا خلافتِ راشدہ کا نظام، جو آپ ﷺ کے منہج کے مطابق ہے، دیگر مذاہب پر جبر کرنے سے منع کرتا ہے۔ اقلیتوں کی رسومات، عقائد، مسلم اور غیر مسلم کے حقوق میں امتیازی سلوک کی ممانعت کرتا ہے۔ دوسرے مذاہب کے ماننے والوں پر کسی قسم کے متعصبانہ حملوں اور نسل پرستی کا مخالف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے مورخین، غیر مسلم شہریوں (ذمیّ) اور یہودیوں کی خوشحالی اور سلامتی کیلئے اسلامی نظامِ حکومت والے سنہرے دور کی حکمرانی کا حوالہ دیتے ہیں۔ یہ اسلامی نظام سب مذاہب کے حقوق کی ضمانت اور ایک پُرامن معاشرے کے قیام کیلئے قابلِ بھروسہ ماڈل فراہم کرتا ہے۔

13 جولائی 2016 بمطابق 8 شوال 1437 ہجری

مرکزی میڈیا آفس، شعبہ خواتین

گیمبیا کا صدر اسلام کے قوانین سے لڑ رہا ہے

21 جولائی 2016 بروز جمعرات کو گیمبیا کی پارلیمنٹ نے صدر، یحیی جامع کے 18 سال سے کم عمر کی لڑکیوں کے لئے شادی پر پابندی عائد کرنے کے فیصلے کی منظوری دے دی۔ پارلیمینٹ نے 2005 کے چائلڈ پروٹیکشن بل کے اندر ترمیم کرتے ہوئے، 18 سال سے کم عمر لڑکی سے شادی کرنے والے پر بھاری جرمانہ عائد کرنے کا قانون بنادیا۔ قانون کی منظوری سے پہلے، صدر نے اپنے ایک بیان میں کہا: "18 سال سے کم عمر لڑکی سے شادی کرنے والے کو 20 سال تک جیل میں رہنا پڑے گا۔ لڑکی کے والدین کو 21 سال جیل میں گزارنے پڑیں گے اور معلوم ہونے پر مخبری نہ کرنے

والے کو10 سال جیل کاٹنی پڑے گی۔ صدر نے شادی کی تقریب کی صدارت کرنے والے امام کے لئے قید کا بھی عندیہ دیا۔

اس قانون کا اجراء ایک ایسے وقت میں ہوا ہے جب خاتون اول، صدر کی بیوی، زینب یحیٰی جامع نے افریقی یونین میں کم سِنی کی شادی کے خاتمے کے لیے مہم کا آغاز کر دیا ہے۔ اور ساتھ ہی یحیٰی جامع کے فوجی اقتدار کے آغاز کی بائیسویں سالگرہ کا انعقاد بھی کیا جا رہا ہے، جس دور کے دوران گیمبیا میں انسانی حقوق کی ابتر صورتحال اور مخالفین اور صحافیوں پر ظلم کے خلاف بین الاقوامی حلقوں سے آوازیں اٹھتی رہی ہیں۔

اس صوابدیدی قانون کی تشہیر کے لیے زبردست سرگرمیوں کا سہارا لیا گیا ہے جیسا کہ نوعمری کی شادیوں کو ایڈز جیسے مرض سے جوڑنا اور یہ دعویٰ کرنا کہ نوعمری کی شادی کا تدارک ہی غریب افریقی ملک کے احیاء اور اقتصادی ترقی کا ضامن ہو گا۔ یہ مہم بہت سی غلط فہمیوں کا شکار ہے جیسا کہ مثال کے طور پر حکومت کی سرپرستی میں ہونے والی فیلڈ ریسرچ، جس کو یونیسیف کی حمایت حاصل ہے، میں دکھایا گیا کہ گیمبیا میں آٹھ اشاریہ پانچ فیصد لڑکیوں کی شادیاں پندرہ سال سے کم عمر میں کر دی جاتی ہیں جبکہ چھیالیس فیصد کی شادیاں اٹھارہ سال سے کم عمر میں کر دی جاتی ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ زیادہ تر لڑکیوں کی شادیاں پندرہ سے اٹھارہ سال کے درمیان کی جاتی ہیں۔ تو پھر یہ کیسا جرم ہوا؟ جس کی پاداش میں لڑکی کے والد کو عمر قید کاٹنی پڑے جیسا کہ اس نے ناحق کسی کی جان لے لی ہو! اور یہ کیسا عجیب صدر ہے جس نے حال ہی میں ملک کو ایک اسلامی جمہوریہ قرار دے دیا ہے جبکہ وہ ان سزاؤں کا اعلان بغیر کسی قانونی بنیاد کے کر رہا ہے۔ حسبنا الله و نعم الوكيل۔

اس ترمیم کو حکومت کے لیے میڈیا پر موشن اور بین الاقوامی مارکیٹنگ کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے اور صدر اور اس کی بیوی ایسا ظاہر کر رہے ہیں جیسا کہ وہ لڑکیوں کا دفاع کر رہے ہوں اور ان کو تحفظ فراہم کر رہے ہوں۔ جبکہ حقیقت بلکل اس کے برعکس ہے۔ یہ ترمیم گیمبیا کی خواتین اور بچیوں کو غربت، جہالت، بیماریوں اور استحصال سے بچانے کے لیے نہیں بلکہ گیمبیا تو تیسرے ملینیم میں بھی ان ممالک کی صفحوں میں کھڑا ہے جو ملیریا کا شکار ہیں۔ یہ لوگ اسلام کے قوانین سے لڑ رہے ہیں جبکہ ہم نے ان کو ایک بھی ایسی مہم کرتے نہیں دیکھا جس میں ان بچیوں کی عزت کو سمگلروں کے چنگل سے بچانے کے لیے کوشش کی جا رہی ہو۔ بلکہ حکومت ان بچیوں کو "غیر ملکی سیاحوں" کے لیے آسان شکار بننے دیتی ہے اور سیاحت کو فروغ دینے کے بہانے ان جرائم سے چشم پوشی کرتی ہے۔ ایک ایسی حکومت جو اٹھارہ سال سے کم عمر لڑکی کی شادی پر پابندی لگاتی ہے جبکہ اسی لڑکی کو عصمت فروشی کا لائسنس فراہم کرتی ہے اور یہاں تک کہ ان سے ضروری میڈیکل ٹیسٹس کرانے کا مطالبہ بھی کرتی ہے۔ کئی بین الاقوامی تنظیموں نے اس شرمناک دھندے میں کام کرنے والی لڑکیوں کے تحفظ میں ناکامی پر گیمبیا کی حکومت کی مذمت کی ہے۔ یونیسیف نے اپنی آفیشل ویب سائیٹ پر گیمبیا کے پیج پر اس کا ذکر کیا ہے۔

یہ قانون نہ صرف پرعزم مسلمان خاندانوں کو نشانہ بنا رہا ہے اور عفت اور فضیلت کی خواہش رکھنے والوں کو دھمکا رہا ہے بلکہ اس کا مقصد مسلم کیمونٹی کو مجرم قرار دینا اور ان میں بے حیائی پھیلانا ہے۔ وہ شادی سے لڑ رہے ہیں اور لوگوں کے درمیان برائی کو پھیلانے کے لیے بد اخلاقی کی سہولت بہم پہنچا رہے ہیں۔ اور وہ کھلے گناہ کے دروازے کھولنے اور تمام جہانوں کے رب کی نہی میں گرنے سے مسلمان مردوں اور عورتوں کو محفوظ رکھنے والے دروازے بند کر رہے ہیں. یہ دن کے اجالے میں اللہ کے قوانین کے خلاف لڑ رہے ہیں اور جو اللہ نے حلال کیا ہے اس کو منع کر رہے ہیں، اور انکی زندگی کے تصورات کو فروغ دینے کے لئے دشمن کے حصار کے اندر کام کر رہے ہیں اور انکی مشکوک تنظیموں کے اندر کام کر رہے ہیں. ان حالات کے پیش نظر ہم مجموعی طور پر امت پر زور دیتے ہیں کہ وہ اپنے رب کے صدق پر قائم رہیں اور اپنے زریعے اسلام پر حملہ آور ہونے سے روکیں۔ اور ہم ائمہ اور علماء کو پکارتے ہیں کہ وہ ایسے مظبوط بندھ باندھیں کہ جن میں سوراخ نہ ہو سکیں اور اپنے رب کی شریعت اور مسلمانوں کے وقار کی حفاظت کریں۔

إن الذين يحبون أن تشيع الفاحشة في الذين آمنوا لهم عذاب أليم في الدنيا والآخرة والله يعلم وأنتم لا تعلمون

"بے شک، جو لوگ یہ پسند کرتے ہیں کہ ایمان والوں کے درمیان فاحشی پھیلے، ان پر دنیا اور آخرت میں دکھ دینے والا عذاب ہوگا. اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے".[النور:19]

یکم اگست 2016 بمطابق 27 شوال 1437 ہجری

مرکزی میڈیا آفس، شعبہ خواتین

پاک فوج! حرکت میں آؤ
کشمیر کو آزاد کراؤ

THE SHEILD OF THE
MUSLIM is THE
KHILAFAT
پاک فوج! حرکت میں آؤ کشمیر آزاد کراؤ
PAKISTAN ARMY ! MOBILIZE AND LIBERATE KASHMIR
حزب التحریر ولایہ پاکستان

مسلم دنیا میں اردو بولنے والوں کے لیے

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کی اردو ویب سائٹ

www.hizb-ut-tahrir.info/info/urdu.php

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کی ایک اردو ویب سائٹ ہے جس کو www.hizb-ut-tahrir.info کے ذریعے دیکھا جاسکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی امت میں اردو بولنے، لکھنے اور سمجھنے والے کروڑوں مسلمانوں کے لئے یہ اردو ویب سائٹ معلومات حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اس ویب سائٹ پر پوری مسلم دنیا میں خلافت کے قیام کے لیے کام کرنے والی جماعت حزب التحریر کی انڈونیشیا سے لے کر مراکش تک مختلف ولایات کی جانب سے جاری کی گئیں پریس ریلیز زاور لیفلٹ دیکھے جاسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس ویب سائٹ پر مسلم دنیا میں حزب التحریر کی خلافت کے قیام کی زبردست جدوجہد کے حوالے سے تحریریں، تصاویر، آڈیوز اور ویڈیوز بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس ویب سائٹ کے ذریعے حزب التحریر کے امیر، مشہور رہنما اور فقیہ، شیخ عطا بن خلیل ابوالرشتہ سے سوالات بھی پوچھے جاسکتے ہیں۔

یقیناً اردو زبان کی موجودگی خلافت کا تحفہ ہے کیونکہ یہ زبان ریاستِ خلافت کی مسلم افواج کی فوجی چھاؤنیوں میں وجود میں آئی تھی جن میں ترکی، فارس، عرب اور برِصغیر پاک و ہند سے تعلق رکھنے والے مسلمان موجود ہوتے تھے۔ درحقیقت لفظ اردو ترک زبان کا لفظ ہے جس کے معنی "لشکر" کے ہیں۔ آج کے دن تک اردو کا رسم الخط، اس کے الفاظ اور طرزِ تحریر قرآن اور خلافت کی سرکاری زبان عربی پر بے حد انحصار کرتی ہے۔

حزب التحریر ولایہ پاکستان اردو زبان استعمال کرنے والے صحافیوں، میڈیا اور سوشل میڈیا کو اس بات کی دعوت دیتی ہے کہ وہ حزب التحریر کی جدوجہد اور کام سے مسلسل آگاہی کے لیے اس بہترین ویب سائٹ کو استعمال کریں۔

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس